کتاب الحج و العمرۃ

از

ابو شہریار

۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

فہرست

حج کی اقسام 3

میقات کی حدود 16

احرام کی پابندی 19

حج و عمرہ میں کیا کہا جائے 29

الھدی کے جانور اور ان کے القلائذ اور اونٹ کا اشعار کرنا 30

دم کے جانور 35

طواف قدوم اور سعی 35

حج کے ایام 40

وقوف عرفہ کے بعد قربانی کے ایام تشریق 53

طواف وداع 65

دوبارہ عمرہ کرنا 66

بسم اللہ الرحمان الرحیم

حج اسلام کا رکن ہے- مسلمان عاقل بالغ اور جو مکہ تک جانے کی سبیل وزاد راہ رکھتا ہو اس پر فرض ہے- حج مکہ اور میقات کی حدود میں محترم مہنیہ ذوالحجہ میں ۸ تاریخ سے شروع ہوتا ہے- اس کے کئی لوازم ہیں جن میں وقوف عرفات، طواف زیارت ،قربانی وغیرہ ہیں-

حج کی اقسام

حج افراد صرف حج کرنے کو کہتے ہیں جس میں عمرہ شامل نہیں ہوتا- اہل مکہ اور میقات اور حدود حرم کے درمیان میں رہنے والے باشندے حج افراد کرتے ہیں- اہل مکہ پر الھدی نہیں ہے، کیونکہ وہ مسجد حرام کے گرد رہنے والے باشندے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے یہ حکم ان کے لئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں، لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے [سورہ بقرہ:196]

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ

بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو، پس اگر روکے جاؤتو جو قربانی سے میسر ہو (دو)، اور اپنے سر نہ منڈواؤجب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اسے سر میں تکلیف ہو تو روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے فدیہ دے، پھر جب تم امن میں ہو تو عمرہ سے حج تک فائدہ اٹھائے تو قربانی سے جو میسر ہو (دے)، پھر جو نہ پائے تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب تم لوٹو، یہ دس پورے ہو گئے، یہ اس کے لیے ہے جس کا گھر بار مکہ میں نہ ہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

حج قران میں قربانی ساتھ لے کر جاتے ہیں اور احرام اس وقت تک نہیں کھولا جاتا جب تک قربانی ذبح یا نحر نہ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃالوداع کے موقع پر حج قران کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانیاں ساتھ لائے تھے اور میقات کے باہر سے اس میں داخل ہوئے تھے۔ حدیبیہ کے واقعہ میں بھی یہی حج قران مقصد تھا جس کو مجبوراً عمرہ میں تبدیل کیا کیونکہ اس میں بھی ھدی کے جانور ساتھ تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج کیا ہے اور اس میں حج و عمرہ کو ملانے کا ذکر نہیں ہے- اور حدیبیہ میں حج کو عمرہ سے بدلا گیا تھا جو خاص عمل تھا– قرآن میں ہے

لَّـقَدْ صَدَقَ اللّـٰهُ رَسُوْلَـهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّـٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ

بے شک اللہ نے اپنے رسول کا خواب حق کے ساتھ سچا کر دیا، اگراللہ نے چاہا (اِنۡ شَآءَ اللّـٰهُ) تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اپنے سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے بے خوف وخطر ہو گے

اس خواب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدی کے جانوروں کو لے کر مکہ کا قصد کیا اور یہ حج کے سفر کا مہینہ ذیقعدہ تھا- اپ حدیبیہ تک آ گئے تھے لیکن مشرکوں نے روکا- مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ أَهْدَى جَمَلَ أَبِي جَهْلٍ الَّذِي كَانَ اسْتَلَبَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي رَأْسِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي هَدْيِهِ» وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «لِيَغِيظَ بِذَلِكَ الْمُشْرِكِينَ»

ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جھل کے اونٹ کو حدیبیہ کے سال ھدی کیا جس کو بدر کے دن حاصل کیا تھا اور اس کے سر پر چاندی کا برہ (جانور کی ناک کا حلقہ) تھا

دوسری روایت میں ہے

نَحرَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ سَبْعِينَ، فِيهَا جَمَلُ أَبِي جَهْلٍ، فَلَمَّا صُدَّتْ عَنِ الْبَيْتِ

الْحُدَيْبِيَةِ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے جن میں ابو جھل کا اونٹ بھی تھا جب بیت اللہ جانے سے روکا گیا

یہ اونٹ دم میں ذبح کیے گئے کیونکہ احرام کو کھولا گیا اور ستر اونٹ لے کر جانے کا مقصد اصلاح حج کرنا تھا اس کا مقصد عمرہ نہیں تھا – لیکن جب روکا گیا تو مجبورا ایسا کیا گیا- پھر جب صلح ہوئی تو اپ نے عمرہ کیا اور پھر اس کی شرط کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال مکہ میں پھر داخل ہوئے اور عمرہ کیا

صحیح بخاری 1778 و 1779 میں ہے کہ حدیبیہ کے سال (سن ٦ ہجری میں) عمرہ کیا- انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَمُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: " أَرْبَعٌ: عُمْرَةُ الحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي القَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ المُشْرِكُونَ، وَعُمْرَةٌ مِنَ العَامِ المُقْبِلِ فِي ذِي القَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ، وَعُمْرَةُ الجِعِرَّانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيمَةَ - أُرَاهُ - حُنَيْنٍ " قُلْتُ: كَمْ حَجَّ؟ قَالَ: «وَاحِدَةً»

قتادہ نے کہا میں نے انس سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ آنے کے بعد) کتنے عمرے کیے ؟ انس نے جواب دیا چار عمرے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذي القَعْدَة میں عمرہ کیا جب مشرکوں نے الحُدَيْبِيَةِ میں روکا اور عمرہ کیا اس کے بعد والے سال میں ذي القَعْدَة میں جب صلح ہو گئی اور عمرہ کیا الجِعِرَّانَةِ میں جب غنیمت تقسیم کی جب غزوہ حنین ہوئی (وَعُمْرَةٌ مَعَ حَجَّتِهِ اور حج پر چوتھا ہوا)- میں نے پوچھا کتنے حج کیے ؟ انس نے جواب دیا ایک

عمرہ تو بالآخر ہو گیا لیکن اس سال حج نہ ہو سکا - اللہ تعالی نے فرمایا کہ خواب سچ ہو گیا یعنی یہ خواب حجۃ الوداع کا ہے جب حالت امن میں حج ہو گا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن ٦ میں حج جانا اور ھدی کے جانور لے کر گئے - اس طرح مجبوراً حج کے مہینوں میں حج کی نیت کو عمرہ سے بدلا گیا جو خاص عمل تھا لیکن علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ عام حکم تھا

طوافِ قدوم حج قِران میں سنّت ھے: میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظّمہ میں حاضر ہو کر سب میں پہلا جو طواف کرے اُسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد (حج افراد کرنے والا) اور قارِن (حج قران کرنے والا) کے لیے سنت ہے، متمتّع (حج تمتع کرنے والا) کے لیے ہے کہ وہ اس کے بعد احرام کھول دے

حج قران کرنے والا اگر جانور کو لے کر نہیں نکلا تو اس کو اپنے حج کو تمتع میں بدلنا ہو گا

حج تمتع یہ ہے کہ انسان حج کے مہینوں (شوال، ذوالقعدہ، اور ذوالحجہ) میں صرف عمرے کا احرام باندھتے

ہوئے کہے لبیک بعمرۃ وحجۃ

تمتع کے لیے آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا ہونا شرط ہے، مکہ مکرمہ میں رہنے والے اور میقات کے اندر رہنے والے کے لیے تمتع کرنا جائز نہیں ہے- دسویں ذی الحجہ کو منٰی میں قربانی کرنا حجِ قران اور حجِ تمتع کرنے والے پر واجب ہے

-حج تمتع میں قربانی ساتھ لے کر نہیں جاتے عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیتے ہیں اور پھر حج کے ایام میں احرام باندھ لیتے ہیں اور حج کرتے ہیں- یہ حج صرف میقات کے باہر والے ہی ادا کر سکتے ہیں۔ اس میں حاجی عمرہ ادا کرنے اور حلق و قصر کرنے کے بعد احرام کھول دیتے ہیں اور احرام کی قیود سے نکل جاتے ہیں۔ یعنی ایسا حاجی جب تک عمرے کا طواف شروع نہیں ہو جاتا اس وقت تک تلبیہ کہتا رہے گا اور مکہ پہنچ کر طواف، سعی، بال حلق، یا قصر کروا کر احرام کھول دے گا پھر آٹھ ذوالحجہ کو صرف حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام ارکان بجالائے گا — اس طرح حج تمتع کرنے والا عمرہ اور حج کی نیت کرتا ہے-[1]

1

اصحاب رسول کا اس پر اختلاف ہے کہ آیا یہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں — عثمان رضی اللہ عنہ کی فقہ کے تحت حج و عمرہ ایک ساتھ یہ حرمت کے مہینوں میں نہیں کیا جا سکتا- صحیح مسلم: كِتَابُ الْحَجِّ بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ
صحیح مسلم 2964: کتاب: حج کے احکام و مسائل
وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: اجْتَمَعَ عَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ، فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ أَوِ الْعُمْرَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: «مَا تُرِيدُ إِلَى أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَنْهَى عَنْهُ؟» فَقَالَ عُثْمَانُ: دَعْنَا مِنْكَ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدَعَكَ، فَلَمَّا أَنْ رَأَى عَلِيٌّ ذَلِكَ، أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا

عمرو بن مرہ نے سعید بن مسیب سے روایت کی، کہا: مقام عسفان پر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکھٹے ہوئے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج تمتع سے یا (حج کے مہینوں میں) عمرہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ اس معاملے میں کیا کرنا چاہتے ہیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور آپ اس سے منع کرتے ہیں؟ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: آپ ہمیں چھوڑیں (یعنی جو دل چاہے کریں)۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں آپ استطاعت نہیں رکھتا کہ اپ کو چھوڑ دوں۔ جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ پکارنا شروع کر دیا۔

صحیح البخاری 1563: كتَابُ الحَجِّ (بَابُ التَّمَتُّعِ وَالإِقْرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ، وَفَسْخِ الحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ) صحیح بخاری: کتاب: حج کے مسائل کا بیان

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعُثْمَانُ يَنْهَى عَنْ الْمُتْعَةِ وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے علی بن حسین (حضرت زین العابدین) نے اور ان سے مروان بن حکم نے بیان کیا کہ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو میں نے دیکھا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنے سے منع کیا لیکن علی رضی اللہ عنہ نے اس کے باوجود دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور کہا " لبیک بعمرۃ وحجۃ " اور کہا کہ میں کسی ایک شخص کی بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

صحیح مسلم میں ہے

ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ: ” لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَلَكِنَّا كُنَّا خَائِفِينَ

علی نے عثمان سے کہا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے تمتع کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ- عثمان نے کہا ٹھیک ہے لیکن ہم اس (وقت حدیبیہ) میں خوف زدہ تھے

مشکل الاثار میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ , قَالَ: ثنا الْحَجَّاجُ , قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ , عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ , عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ , عَنْ أَبِيهِ , قَالَ: سُئِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ , فَقَالَ: كَانَتْ لَنَا , لَيْسَتْ لَكُمْ

عثمان نے ایک تابعی سے کہا یہ ہمارے لئے تھا تمھارے لئے نہیں ہے

عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایسا کرنا علت کی بنا پر تھا کہ حدیبیہ میں حج کے ارادے کو بدلا گیا لہذا یہ خصوص تھا اور علی رضی اللہ عنہ نے اس کو عموم سمجھا- عثمان کی طرح ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی اس کو حکم خصوصی کہتے تھے جو صرف اصحاب النبی کے لئے وقتی تھا- صُلحِ حُدیبیہ ذی قعدہ چھ ہجری میں ہوئی جو حج کے سفر کا مہینہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں الھدی کا جانور لیا اس کو حج کا قلادہ ڈالا تھا یعنی پورا ارادہ حج کا تھا نہ کہ عمرہ کا– لیکن جب حدیبیہ پر روکا گیا تو جانور کو ذبح کر کے حلق کرا کر احرام کو کھول دیا گیا

أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: «كَانَتْ الْمُتْعَةُ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا تمتع کرنا اصحاب النبی کے لئے خاص تھا

ابن حجر نے کہا

ويحتمل أن يكون عثمان أشار إلى أن الأصل في اختياره – صلى اللَّه عليه وسلم – فسخ الحجّ إلى العمرة في حجة الوداع دفع اعتقاد قريش منع العمرة في أشهر الحجّ، وكان ابتداء ذلك بالحديبية؛ لأن إحرامهم بالعمرة كان في ذي القعدة، وهو من أشهر الحجّ، وهناك يصحّ إطلاق كونهم خائفين، أي من وقوع القتال بينهم وبين المشركين، وكان المشركون صدّوهم عن الوصول إلى البيت، فتحلّلوا من عمرتهم، وكانت أول عمرة وقعت في أشهر الحجّ، ثم جاءت عمرة القضية في ذي القعدة أيضًا، ثم أراد – صلى اللَّه عليه وسلم – تأكيد ذلك بالمبالغة فيه، حتى أمرهم بفسخ الحجّ إلى العمرة

اور احتمال ہے کہ عثمان کا اشارہ ہے جو اصل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا کہ حج کو عمرہ سے بدلا حجہ الوداع میں قریش کے عقیدہ کو دفع کرنے کہ حج کے ماہ میں عمرہ منع ہے اور اس کی شروعات حدیبیہ میں ہوئی جب عمرہ کا احرام باندھا جو ذیقعدہ میں تھا جو حج کا مہینہ ہے اور اس پر خوف کا اطلاق صحیح ہے کہ ان میں اور مشرکین میں قتال ہو سکتا تھا اور مشرکین نے راستہ روکا تو اس کو عمرہ سے بدلا اور پہلا عمرہ حج کے مہینوں میں ہوا پھر عمرہ قضیہ ہوا جو ذیقعدہ میں ہوا۔

صحیح مسلم کی حدیث ۵۰۷ کے مطابق جمہور سلف امت حج تمتع کے خلاف تھے

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ سَلْ لِي عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَإِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَيَحِلُّ أَمْ لَا فَإِنْ قَالَ لَکَ لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَقُولُ ذَلِکَ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَا يَحِلُّ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ إِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقُولُ ذَلِکَ قَالَ بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِي الرَّجُلُ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ فَقُلْ لَهُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذَلِکَ وَمَا شَأْنُ أَسْمَاءَ وَالزُّبَيْرِ قَدْ فَعَلَا ذَلِکَ قَالَ فَجِئْتُهُ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِکَ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَمَا بَالُهُ لَا يَأْتِينِي بِنَفْسِهِ يَسْأَلُنِي أَظُنُّهُ عِرَاقِيًّا قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْئٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْئٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذَلِکَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ

فَرَأَيْتُهُ أَوَّلُ شَيْئٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْئٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذَلِکَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذَلِکَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَهَذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ أَفَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى مَا كَانُوا يَبْدَئُونَ بِشَيْئٍ حِينَ يَضَعُونَ أَقْدَامَهُمْ أَوَّلَ مِنْ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَأَانِ بِشَيْئٍ أَوَّلَ مِنْ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَقْبَلَتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا وَقَدْ كَذَبَ فِيمَا ذَكَرَ مِنْ ذَلِکَ

ہارون بن سعید ایلی، ابن وہب، عمرو، ابن حارث، حضرت محمد بن عبدالرحمٰن (رض) سے روایت ہے کہ عراق والوں میں سے ایک آدمی نے ان سے کہا کہ عروہ بن زبیر سے اس آدمی کے بارے میں پوچھو کہ جو حج کی پکار لگا کر (اس کا احرام باندھ لے اور) جب وہ بیت اللہ کا طواف کر لے تو کیا وہ حلال ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (یعنی احرام کھول دے اور حج تمتع کرے) تو اگر وہ تجھے کہیں کہ وہ حلال نہیں ہو سکتا تو ان سے کہنا کہ ایک آدمی (اغلبًا ابن عباس) تو اس طرح کہتا ہے یعنی حلال ہو سکتا ہے عروہ نے کہا کہ اس نے جو کہا برا کہا پھر وہ عراقی آدمی مجھ سے ملا اور مجھ سے اس نے پوچھا تو میں نے اسے عروہ کا قول بیان کر دیا۔ عراقی آدمی نے کہا عروہ سے کہو کہ ایک آدمی تو خبر دیتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک نے اس طرح کیا ہے اور اسماء اور زبیر (رض) پر کیا کہتے ہو کہ انہوں نے بھی اس طرح کیا تھا۔ راوی محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ پھر عروہ کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عروہ (رض) نے فرمایا کہ وہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ خود میرے پاس آکر کیوں نہیں پوچھتا؟ میرے خیال میں وہ عراقی ہے۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ عروہ نے فرمایا اس آدمی نے جھوٹ بولا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو حج کیا ہے۔ عائشہ (رض) نے مجھے اس کی خبر دی کہ جس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہلے مکہ تشریف لائے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وضو فرمایا پھر بیت اللہ کا طواف کیا حج کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر۔ ابو بکر (رض) نے بھی سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر حج کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر۔ عمر (رض) نے بھی اسی طرح کیا پھر۔ عثمان (رض) نے

حج کیا میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کو طواف کیا اور حج کے علاوہ کچھ نہیں کیا پھر -معاویہ (رض) اور -عبداللہ (رض) بن عمر (رض) نے بھی حج کیا پھر میں نے بھی -زبیر بن عوام (رض) کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا اور حج کے علاوہ کچھ نہیں کیا پھر میں نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار بھی اسی طرح کرتے ہیں اور وہ بھی حج کے علاوہ کچھ نہیں کرتے پھر میں نے سب سے آخر میں -ابن عمر (رض) کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا اور عمرہ کے بعد حج کے احرام کو نہیں کھولا اور یہ -ابن عمر (رض) تو عراق والوں کے پاس موجود ہی ہیں یہ ان سے کیوں نہیں پوچھتے اور جتنے اسلاف تھے سب کے سب مکہ میں آتے ہی بیت اللہ کے طواف سے ابتداء کرتے تھے پھر حلال نہیں ہوتے تھے احرام نہیں کھولتے تھے اور میں نے اپنی ماں اور خالہ کو بھی دیکھا کہ جس وقت وہ آئیں تو وہ بھی سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتی تھیں پھر حلال نہیں ہوتی تھیں میری ماں نے مجھے خبر دی کہ میں اور میری بہن عائشہ (رض) اور زبیر (رض) اور فلاں فلاں آدمی صرف عمرہ کرنے آئے تھے تو جب رکن (حجر اسود) کو چھو لیا (یعنی طواف وداع کیا) تو وہ سب حلال ہو گئے اور اس نے تجھ سے جو ذکر کیا جھوٹ کیا

ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَفْسَخُوا حَجَّهُمْ فَيَجْعَلُوهُ عُمْرَةً ثُمَّ اخْتَلَفُوا فَذَهَبَ الْأَكْثَرُ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ خَاصًّا بِهِمْ وَذَهَبَ طَائِفَةٌ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ لِمَنْ بَعْدَهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنے حج کو فسخ کر کے عمرہ میں بدل لیں پھر اصحاب رسول کا اس پر اختلاف ہوا پس اکثر اس طرف گئے کہ یہ خاص ان کے لئے تھا اور ایک گروہ اس طرف گیا کہ یہ بعد والوں کے لئے بھی جائز ہے

حج تمتع اصل میں دو الگ الگ دلیلوں سے ملا کر بنایا گیا ہے—اول حدیبیہ میں حج کو عمرہ میں بدلا گیا تھا جب مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا تھا اور آپ نے حج کو عمرہ سے بدلا اور الھدی کا جانور ذبح کیا اور حدیبیہ کے بعد مکہ میں سن ٦ میں عمرہ کیا اور نیت کی کہ اب عمرہ اگلے سال پھر کروں گا- عُمرَۃُالقَضاء یا عمرۃالقضیۃ یا عُمرَۃُ

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى البَيْتِ العَتِيقِ} [الحج: 33] وَمِنْ «أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ»، قُلْتُ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ بَعْدَ المُعَرَّفِ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ»

مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ صرف بیت اللہ کے طواف سے (حاجی و غیر حاجی) حلال ہو سکتا ہے۔ (ابن جریج نے کہا) میں نے عطاء سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد «ثم محلها إلى البيت العتيق» (سورۃ الحج) سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی وجہ سے جو آپ نے اپنے اصحاب کو حجۃالوداع میں احرام کھول دینے کے لیے دیا تھا میں نے کہا کہ یہ حکم تو عرفات میں ٹھہرنے کے بعد کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ عرفات میں ٹھہرنے سے پہلے اور بعد ہر حال میں جب طواف کر لے تو احرام کھول ڈالنا درست ہے۔

القَّصاص اس عمرے کو کہا جاتا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول نے سن 7 ہجری ذِي القَعْدَةِ میں ادا کیا

لہٰذا کچھ اسی طرح حج تمتع کرنے والا پہلے حج کی نیت کرتا ہے حج کا تلبیہ پڑھتا ہے - پھر مکہ پہنچ کر عمرہ کر کے حلال ہو جاتا ہے - پھر چند دن بعد حج کا آغاز کرتا ہے—دوم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ثُـمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَـهُـمْ وَلْيُوفُوا نُذُوْرَهُـمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (29)

پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر کا طواف کریں۔

لَكُمْ فِيْـهَا مَنَافِـعُ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُـمَّ مَحِلُّـهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (33)

تمہارے لیے ان میں ایک وقت معین تک فائدے ہیں پھر اس کے ذبح ہونے کی جگہ قدیم گھر کے قریب ہے۔

اس سے ابن عباس نے دلیل لی کہ حاجی اپنا احرام طواف کے بعد بھی کھول سکتا ہے -

اس طرح حج تمتع دو دلیلوں پر قائم ہے- عامہ اصحاب رسول کا اس پر عمل نہیں تھا البتہ علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے جواز کا فتوی دیتے تھے- آجکل عرب سے باہر رہنے والے اسی طرح کا حج کرتے ہیں

میقات کی حدود

مسلم پر میقات یا حدود حرم میں عمرہ یا حج کی نیت سے داخل ہونے پر پابندی لگ جاتی ہے کہ وہ حالت احرام میں ہو-

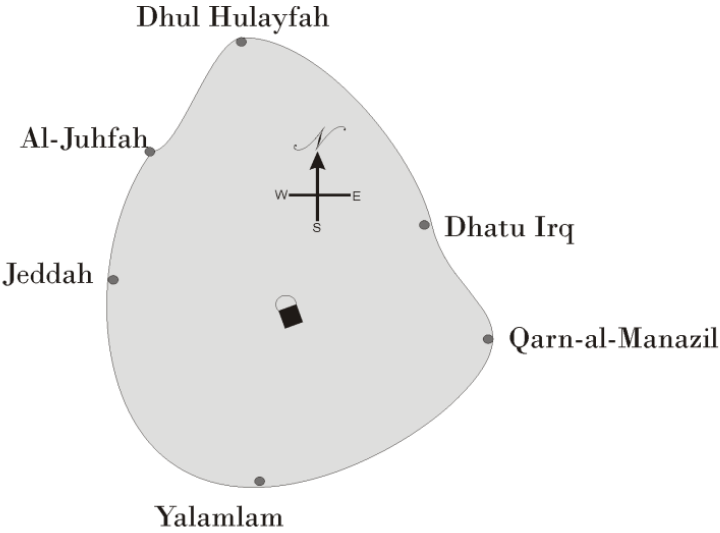

تصویر: بیت اللہ کے گرد یہ میقات کی حدود ہیں

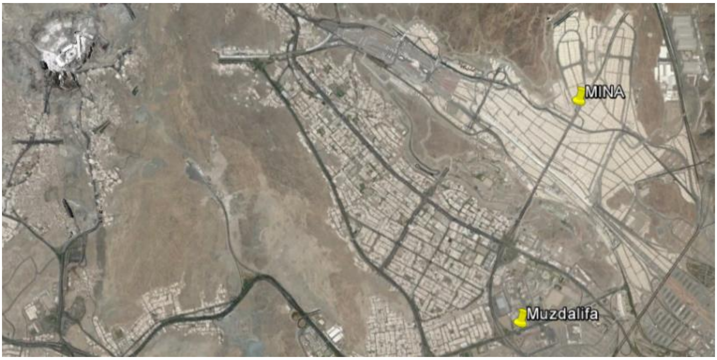

تصویر: سیدھے ہاتھ پر نیچے مزدلفہ ہے، اوپر منی ہے اور اوپر الٹے ہاتھ پر کونے میں مسجد الحرام ہے

تصویر: سیدھے ہاتھ پر نیچے میدان عرفات ہے اور اوپر الٹے ہاتھ پر مکہ ہے یعنی میدان عرفات مکے سے بہت دور ہے

میقات کی حدود میں مشرک بت پرست داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ عقیدے میں وہ نجس ہیں-سورہ التوبہ سن ۹ ہجری مین نازل ہوئی جس میں مشرکین عرب کو نجس کہا گیا ہے

يا أيها الذين آمنوا إنما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا

اے ایمان والوں مشرک ناپاک ہیں پس اس سال کے بعد یہ مسجد الحرام کے قریب نہ جانے پائیں

مشرکین مکہ بہت سے عمل کرتے جو اللہ کو ناپسند تھے مثلا کعبہ کا برہنہ طواف کرنا اور اسلام کے سیاسی کنڑول کے لئے ضروری تھا کہ مشرکین کعبہ سے دور رھیں اور ان کا مذھب عرب میں معدوم ہو جائے لہٰذا جب اللہ نے یہ حکم دیا کہ مشرک نجس ہیں کعبہ سے دور رہیں تو گویا مشرکین کا دھرم ختم ہو گیا- سورہ التوبہ کا حکم خاص مسجد الحرام کے لئے ہے مسجد النبی پر اس کا اطلاق نہیں ہو گا- مسجد النبی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے نصرانییوں کو عبادت کی اجازت دی تھی جب وہ ان سے ملنے وفد لے کر آئے تھے اور آیات مباہلہ کا نزول ہوا تھا–آیات مباہلہ کا نزول سن ۹ ہجری میں ہے اور السمہودی (خلاصۃالوفا بأخبار دار المصطفیٰ) کے مطابق یہ سن ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے- معلوم ہوا کہ اہل کتاب میقات کی حدود میں داخل ہو سکتے ہیں- مسجد النبی میں بھی داخل ہو سکتے ہیں

احرام کی پابندی

اول : اگر مرد ہے تو وہ لباس میں ایک غیر سلی چادر تہبند کے طور پر باندھ لے - چادر روکنے کے لئے چمڑے کی بیلٹ پہن سکتا ہے - ایک غیر سلی چادر اوڑھ لے کہ دایاں بازو کھلا ہو بایاں ڈھکا ہو - چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے بائیں کندھے پر اس طرح ڈال دینا کہ دایاں شانہ کھلا رہے، اضطباع کہلاتا ہے- مرد کے جسم پر احرام کے علاوہ کوئی اور لباس (انڈرویر یا نیکر یا بنیان یا دھوتی وغیرہ) نہ ہو - سر اور چہرہ کو مرد نہیں ڈھانپ سکتا سوتے وقت بھی اس کا خیال رکھنا ہو گا کہ ڈھکا نہ ہو- اگر کسی مرد نے سلا ہوا کپڑا معتاد طریقہ پر نہیں پہنا یعنی جس طرح وہ کپڑا پہنا جاتا ہے اس طرح نہیں پہنا بلکہ یوں ہی جسم پر غلطی سے ڈال لیا تو دم نہیں لیکن اس کو فورا ٹوکا جائے کہ ایسا نہ کرے

عورت اپنے لباس کے اوپر بالوں کو باندھ کر ان پر کپڑا لپیٹ لے کہ بال نظر نہ آئیں - عورت نقاب نہیں کرے گی، دستانے یا جراب نہیں پہنے گی

حالت احرام میں بعض فقہاء کے نزدیک رومال سے ناک صاف کی جاسکتی ہے - جراب یا دستانہ بھی نہیں پہن سکتے الا یہ کہ کوئی بیماری ہو تو اس پر بیمار کا حکم لگے گا اور بدلے میں اس پر فدیہ ہے کہ وہ تین روزے رکھے یا چھ مساکین کو کھانا کھلائے یا ایک بکری ذبح کرے۔

پاوں کی اُوپر کی ہڈی حالتِ احرام میں ننگی رہنی چاہئیے لہٰذا ہوائی چپل مناسب ہے- اگر جوتا پہنا کہ پیر ڈھک گیا تو دم واجب ہو گیا

اِبو داود مین حدیث ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْجُنَيْدِ الدَّامغَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهَا، قَالَتْ: «كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَا بِالسُّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلَى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَنْهَاهَا

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلیں مکہ کے لئے اور ہم نے ماتھے پر خوشبو دار پٹی باندھی ہوئی تھیں احرام کی حالت میں پس جب کسی کو پسینہ آتا تو وہ نبی سے اپنے چہرے سے سوال کرتی اور ان کو منع نہیں کیا گیا

احرام کی حالت میں چہرہ پر کپڑ ٹکرا جائے تو کوئی حرج نہیں اور (مختصر) پٹی باندھنا ظاہر کرتا ہے کہ چہرہ پر کوئی کپڑا نہ تھا اور نہ ماتھے سے بہنے والا پسینہ روکنے کے لئے پٹی باندھنا ضروری نہ ہوتا—چادر سے پوچھ لیا جاتا-

نوٹ: یہ خوشبو کی پٹیاں احرام میں جانے سے پہلے باندھی گئی تھیں -

چہرے کے پردے کے حق میں روایت پیش کی جاتی ہے سنن ابو داود میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ

ہمارے پاس سے قافلہ سوار گزرتے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں، توجب وہ ہمارے برابر آتے تو ہم میں سے عورتیں اپنی چادر اپنے سر سے اپنے چہرہ پر لٹکا دیتی، اور جب وہ ہم سے آگے نکل جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتیں

البانی اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں- احرام میں عورت کو پردہ نہیں کرنا ہے-

دوم احرام پہنے سے پہلے جسم پر خوشبو لگائی جاسکتی ہے لیکن اس کے بعد اس وقت تک نہیں جب تک قربانی نہ ہو جائے اور بال نہ کاٹ لئے جائیں اور احرام کھول دیا جائے—احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگا سکتے ہیں- صابن اور شیمپو جس میں خوشبو ہو کہ باقی رہ جائے اس کو استعمال نہیں کر سکتے - یاد رہے کہ دور نبوی میں نہ صابن تھا اور نہ شیمپو تھا—طہارت کے لئے تین بار سادہ پانی سے دھونا ہی کافی ہے

سوم حالت احرام میں خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا حرام ہے سوائے موذی جانورں کے جن میں سانپ، بچھو، جنگلی چوہے، درندے اور شکرے شامل ہیں- مسند احمد میں ہے ویرمی الغراب ولا یقتلہ، محرم کوے کو بس کنکر مارے، جان سے نہ مارے- اس پابندی میں شکار میں کسی غیر حالت احرام والے کی مدد کرنا بھی

شامل ہے۔شکار شدہ کھانا کھانا جو کسی غیر حالت احرام والے نے شکار کیا ہو احرام کی حالت میں حرام ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ. اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ.(المائدہ۵: ۹۵-۹۶)

اے ایمان والو، حالت احرام میں شکار نہ مارو، اور تم میں سے جس نے اس حالت میں عمداً شکار کیا، تو اسے بدلے میں ویسا ہی جانور چوپایوں میں سے دینا ہوگا، جیسا اس نے مارا ہے، جس کے بارے میں (صحیح متبادل ہونے کا) فیصلہ دو معتبر قسم کے آدمی کریں گے، اور یہ ہدی کے طور پر کعبہ تک پہنچے گا یا کفارہ دینا ہوگا مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے رکھنے ہوں گے تاکہ وہ اپنے کیے کا وبال چکھے۔ جو ہو چکا اللہ نے اسے معاف کیا، لیکن اب جو کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا، اور اللہ سب سے طاقت ور اور انتقام والا ہے۔ تمھارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال رکھا گیا ہے۔ تمھارے اور قافلوں کے زادراہ کے لیے اور خشکی کا شکار، البتہ تمھارے لیے حرام ہے جب تک کہ تم حالت احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو، جس کے پاس تم سب اکٹھے کیے جاؤ گے۔

چہارم حالت احرام میں شوہر و بیوی جنسی تعلق نہیں کر سکتے-اس حالت میں شہوت کی وجہ سے چھو نہیں سکتے اگر ایسا کیا تو یہ شرط ٹوٹ گئی دم لازم ہو گیا—اس حالت میں استمناء حرام ہے- حالت احرام میں اگر جماع کر لیا تو حج و عمرہ فاسد ہوا- اللہ تعالی سے توبہ کرے- جماع کرنے کی صورت میں اس احرام کی پابندی ختم نہ ہو گی اس عمرہ وحج کو مکمل کیا جائے گا اور فدیہ بھی دیا جائے گا ایک جانور **البدن** دم میں ذبح کرے یا تین دن کے روزے رکھے یا چھ مساکین کو کھانا کھلائے- فاسد حج و عمرہ کی قضا کے لئے اگلے سال پھر حج کرے یا عمرہ کرے—

حالت احرام میں کسی عورت سے نکاح بھی نہیں کر سکتے نہ پیغام بھجوا سکتے ہیں نہ نکاح پڑھا سکتے ہیں

مطر اور یعلی بن حکیم نے نافع سے، انھوں نے نبیہ بن وہب سے، انھوں نے ابان بن عثان سے، انھوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص حالت احرام میں ہو، وہ نہ نکاح کرے نہ نکاح کرائے اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔"

پنجم حالت احرام میں فسق و فجور کرنا یعنی گناہ و زیادتی کرنا سخت منع ہے

ششم اگر احتلام ہو جائے تو غسل کر سکتے ہیں یا کسی اور عذر میں بھی کر سکتے ہیں، صرف پانی استعمال کرے صابن یا شمپو نہیں کیونکہ ان میں خوشبو ہوتی ہے- حالت

احرام میں احرام کی چادریں بدلی جاسکتی ہیں - حالت احرام میں سر کو محض پانی سے دھو سکتے ہیں- صحیح بخاری میں ہے

عبداللہ بن عباس اور مِسوَر بن مخرمہ کا ابواء کے مقام پر احرام والے کے سر دھونے کے متعلق اختلاف ہو گیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ احرام والا سر دھو سکتا ہے اور حضرت مسور نے کہا کہ احرام والا سر نہیں دھو سکتا۔ عبداللہ بن عباس نے مجھے ابو ایوب انصاری کے پاس بھیجا تو میں نے انہیں دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا اور ایک کپڑے سے پردے کیا ہوا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا تو فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا کہ عبداللہ بن حُنَین ہوں۔ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس نے آپ سے یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ رسول اللہ حالت احرام میں اپنے سر کو کس طرح دھویا کرتے تھے، پس ابو ایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا اور اسے نیچا کر دیا، یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا۔ پھر ایک آدمی سے اپنے اوپر پانی ڈالنے کے لیے کہا تو اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا، پھر ہاتھوں سے سر کو حرکت دی اور انہیں آگے پیچھے لائے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کو اِسی طرح کرتے ہوئے دیکھا۔

ہفتم : حالت حیض یا مستحاضہ کی حالت ہونے پر نہ نماز ممکن ہے نہ عمرہ ممکن ہے - میقات میں داخل ہوتے وقت حائضہ عورت احرام باندھے گی—البتہ اس حالت میں طواف و سعی اور نماز نہیں کر سکتی اپنے حاجی محرم کے ساتھ رہے گی - سنن ابو داود میں ہے

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حائضہ اور نفاس والی عورت میقات پر پہنچے تو وہ غسل کر کے احرام باندھیں اور بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی سارے مناسک پورے کریں۔

اگر عورت حالت طہر میں احرام باندھ کر میقات کی حدود میں داخل ہوئی تھی اور پھر بعد میں حیض شروع ہوا تو اس کو حج تو کرنا ہو گا لیکن طواف اور نماز نہ ہو گی۔ صحیح بخاری میں ہے

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حجۃالوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ۔۔ میں مکہ پہنچی تو مجھے ماہواری شروع ہو چکی تھی لھذا میں نے بیت اللہ کا طواف اور صفامروہ کی سعی نہ کی، تو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اپنا سر کھولو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو

جب یہ حالت ختم ہو تو غسل کر کے میقات کی حدود یا تنعیم سے احرام واپس باندھ کر حج وعمرہ مکمل کیا جائے ۔اس میں کوئی دم نہیں دینا ہے۔ یہی حکم نفاس پر ہے کہ جب نفاس ختم ہو تو غسل کر کے حالت احرام میں آ جائے

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جب انہوں نے ذوالحلیفہ میں بچہ جنم دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا کہ اسے کہو کہ وہ غسل کرے اور احرام باندھ لے۔ صحیح مسلم

حالتِ حیض میں لا علمی میں عمرہ کرنے کی صورت میں ایک دم واجب ہو گا۔

ہشتم حالت احرام میں بال نہیں کاٹ سکتے۔ اگر حالت احرام میں جسم کے کسی بھی مقام کے متعدد بار بلا عذر شرعی بال کاٹے گئے تو اتنے ہی دم واجب ہوئے ہے الا یہ کہ مجبوری ہو۔ احرام میں مریض کو دوائی لگانے یا جوؤں کو تلف کرنے کی غرض سے سر کے بال منڈوانے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

(وَلَا تَحْلِقُوا رءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ)(البقرة : ١٩٦)

اس وقت تک سر نہ منڈواؤ، جب تک قربانی ذبح نہ کر دی جائے، جو بیمار ہو یا سر میں تکلیف ہو (وہ ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا سکتا ہے لیکن) روزوں، صدقہ یا دم کا فدیہ ہے۔

حالت احرام میں جسم کی جوئیں وغیرہ نہیں مار سکتے لیکن اگر بہت ہوں تو سر منڈھوا سکتے ہیں۔ اگر مچھر، کھٹمل اور ان جیسے جانور محرم کو ضرر نہ پہنچائیں تو انکو نہ مارے لیکن ظاہر ہے کہ انہیں اپنے قریب آنے سے روکنا جائز ہے۔ البتہ ان کو مارنے پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے سر میں جوئیں پڑ گئیں، جو ان کے لیے حالت احرام میں باعث اذیت تھیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِحْلِقْ رَأْسَکَ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاکِینَ، أَوْ انْسُکْ بِشَاةٍ

اپنے سر کے بال منڈوا دو اور تین روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلا دو یا ایک بکری ذبح کر کرو ۔ (صحیح البخاری: ۱۸۱۴، صحیح مسلم: ۱۲۰۱)

ان شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں دم لازم ہے یعنی ہر خلاف ورزی کے عوض حدود حرم میں قربانی کرنا

حالتِ احرام میں ممنوعہ امور میں میقات کی حدود میں درخت کاٹنا بھی شامل ہے

حالت احرام میں کنگھی نہیں کرنا چاہیے یہ بعض فقہاء کا قول ہے کیونکہ اگر اس میں بال ٹوٹا تو اس عمل پر دم دینا ہو گا کیونکہ یہ قصدا کیا گیا ہے۔ خود قدرتی بال گر جائے تو دم نہیں ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ حدیث میں ہے کہ مستحاضہ کنگھی کر سکتی ہے احرام سے نکلے بغیر، تو اس سے معلوم ہوا کنگھی کی جا سکتی ہے لیکن بال نہ ٹوٹے ۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ حقیقی کنگھی مراد نہیں ہے بلکہ سر دھوتے وقت بالوں سے لٹوں کو سلجھانا ہے ۔ داڑھی کو کنگھی نہ کی جائے کیونکہ اس میں بال ٹوٹ ہی جاتے ہیں ۔

حالت احرام میں آنکھ میں دوائی ڈال سکتے ہیں۔ صحیح مسلم میں عثمان سے مروی ہے

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنکھیں دکھنے کی شکایت کی جبکہ وہ احرام کی حالت میں تھا توآپ نے اس کی آنکھوں پر صبر نامی بوٹی کی پٹی باندھی

اس سے دلیل لی جاتی ہے حالت احرام میں علاج کروایا جاسکتا ہے جس میں ٹیکا لگوانا یا دواآنکھ میں ڈالنا یاڈرپ چھڑوانا شامل ہے- حالت احرام میں ناخن کاٹ سکتے ہیں یا نہیں اس پر فقہاء کااختلاف ہے-اسی طرح مہندی لگانا بھی منع ہے

نوٹ : اگر سواری گم ہو گئی، یاہڈی ٹوٹی، ٹریفک حادثہ ہوا کہ حاجی یامعتمر مکہ یا عرفات نہ پہنچ سکا تو احرام کھول سکتا ہے

عکرمہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حجاج بن عمروانصاری کو کہتے سنا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسکی ہڈی ٹوٹ گئی، یالنگڑاہوگیاتواسکااحرام کھل گیا، اوراسے آئندہ سال حج کرنا ہوگا

موطاامام مالک (870) میں ہے کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حج کرنے کیلئے مکہ روانہ ہوئے جب آپ نازیہ مقام پر پہنچے توآپکی سواری گم ہوگئی، اورآپ دس تاریخ کو عمربن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، اوراپنی روداد بیان کی، توعمررضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "ایسے کروجیسے عمرہ کرنے والاکرتاہے، پھرآپ احرام کھول دو (یعنی قربانی کے بعد)، اورآئندہ سال حج کاوقت آئے توحج کرواورقربانی بھی دو

نوٹ : احرام پہنتے ہی حج و عمرہ شروع ہو گیا اس کی تمام پابندیاں لگ گئیں۔ اگر صحت مند تھا کوئی عذر ہوا کہ مکہ تک نہ جا سکا یا یوم عرفہ کو مغرب سے پہلے عرفات میں نہ پہنچ سکا تو اب احرام کی حالت سے نکلنے کے لئے عمرہ کرنا ہو گا اور دم دینا ہو گا یعنی قربانی کرنا ہو گی ۔اسکے بعد احرام کھول دے - اس کی مثال حدیبیہ کا واقعہ ہے جب مشرکوں نے نبی اور اصحاب رسول کو مکہ جانے سے روکا اور پھر آپ نے عمرہ کیا

مکہ امن کا مقام ہے لہذا احرام کی حالت میں ہتھیار لے کر چلنا حرام ہے

حج و عمرہ میں کیا کہا جائے

عمرہ کرنے والا تلبیہ کہے گا

لَبَّيْكَ عُمْرَةً لَا رِيَاءَ فِيْهَا وَلَا سُمْعَةَ

یا اللہ میں عمرے کے لیے حاضر ہوں جس میں کوئی ریاکاری یا شہرت کا شائبہ نہیں ہے

حاجی مرد تلبیہ بلند آواز سے پڑھے گا- عورت خاموشی سے۔حج کے لئے تلبیہ کے الفاظ ہیں

لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، إن الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك

میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں

بے شک حمد آپ کی ہے اور نعمت آپ کی دی ہوئی ہے اور آپ کی ہی بادشاہت ہے

آپ کا کوئی کوئی شریک نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: کوئی بھی (احرام میں) مسلمان تلبیہ کہے تو اس کے دائیں بائیں حجر و شجر اور مٹی سے بنی ہر چیز یہاں [دائیں] سے یہاں [بائیں] تک پوری زمین تلبیہ سے گونج اٹھتی ہے- ترمذی (828) ابن خزیمہ اور بیہقی نے اسے صحیح سند سے بیان کیا ہے۔ خبر دار جو احرام میں نہ ہوں وہ اس کو نہیں بولیں گے

حج تمتع کرنے والا مزید کہے گا

لبيك بعمرة وحجة

میں حاضر ہوں عمرہ اور (بعد میں) حج کے لئے

الھدی کے جانور اور ان کے القلائد اور اونٹ کا اشعار کرنا

وہ جانور جو بیت اللہ قربانی کے لئے لے جایا جارہا ہو اس کے گلے میں قلادہ ڈالا جاتا ہے (جو جوتوں کا ہار ہوتا ہے) تاکہ اب اس کو کوئی نہ نقصان دے، نہ مارے، اگر کھو جائے

تو جس کو ملے اس پر لازم ہے کہ اس کو میقات کی حدود میں داخل کرے - یہ جانور شعائر اللہ میں سے ہے یعنی بیت اللہ کے مناسک کی نشانی بن گیا ہے

والبدن جعلناها لكم من شعائر الله

اور جانور کو ہم نے بنا دیا ہے شعائر اللہ میں سے

مجاہد نے کہا کہ قربانی کے جانور کو اَلْبُدْنَ اس کے موٹا تازہ ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے

اس جانور کو اللہ سے منسوب کرنے کے لئے اشعار بھی کیا جائے گا - قلادہ اونٹ بکری گائے سب کے لیے ہے لیکن اشعار صرف اونٹ کے لئے ہے - اشعار کا طریقہ ہے کہ اونٹ کے کوہان میں ایک ہلکا کٹ لگا کر خون کو کوہان پر ملا جائے گا یہ زخم نیزہ سے لگایا جاتا ہے - اشعار کا مقصد یہ ہے کہ اب یہ جانور بیت اللہ میں قربانی کے لیے نشان زدہ ہو گیا ہے اور کوئی بھی اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا -[2] امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اشعار صرف ان جانوروں کے ساتھ خاص ہے جن کے کوہان ہیں - اغلباً اس کی وجہ یہ

---

2 کہا جاتا ہے ابو حنیفہ اس کو بدعت کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے
شرح سنن النسائي - ذخيرة العقبى میں ہے
وذهب أبو حنيفة إلى أن الإشعار بدعة مكروه؛ لأنه مثلة، وتعذيب للحيوان، وهو حرام
امام طحاوی کا کہنا ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار کرنے میں مبالغہ کرنے کو مکروہ کہا ہے کہ جس سے اونٹ کی ہلاکت کا ڈر ہو -

ہے اونٹ اپنے گلے سے جوتوں کا ہار نکال بھی دے تو اس کا خون آلودہ کوہان ایک نشانی رہے گا کہ یہ جانور بیت اللہ کے لئے مختص ہے- حج قران کی صورت میں اشعار و تقلید کے بغیر احرام نہیں باندھا جاسکتا

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ

اے ایمان والوں شعائر اللہ کو حلال مت کرو ، نہ شہر حرام کو، نہ الھدی کو نہ قلادے کو

اگر کسی وجہ سے آپ مکہ تک نہ پہنچ پائے تو اس الھدی کے جانور کو جہاں تک آپ پہنچے ہیں وہیں ذبح کیا جائے گا ساتھ گھر واپس نہیں لایا جائے گا- بخاری کی حدیث ۱۶۹۴ میں ہے کہ حدیبیہ والے واقعہ میں جب مشرکوں نے روکا

کتاب: حج کے مسائل کا بیان

باب : جس نے ذوالحلیفہ میں اشعار کیا اور قلادہ پہنایا پھر احرام باندھا

ترجمہ : ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے، اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما اور مروان نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے تقریباً اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ (حج کے لیے نکلے) جب ذی الحلیفہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو ہار پہنایا اور اشعار کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا۔

صحیح بخاری ۴۲۵۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی غرض سے روانہ ہوئے تو قریشی کافروں نے آپ کو مکہ داخل ہونے سے روک دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے ہدی کے جانور کو حدیبیہ میں ہی نحر کر دیا اور اپنا سر منڈوالیا۔

صحیح مسلم ح ۱۲۴۳ میں ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں

صلّى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم بذى الحليفة، ثمّ دعا بناقته، فأشعرها فى صفحة سنامها الأيمن، وسلت الدّم، وقلّدها نعلين، ثمّ ركب راحتله، فلمّا استوت به على البيداء أهلّ بالحجّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ مقام پر ادا کی، پھر اپنی اونٹنی منگوائی، اس کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا اور خون کو آس پاس لگا دیا اور اس کے گلے میں دو جوتے لٹکا دیئے، پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب وہ سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر بیداء پر چڑھ گئی تو آپ نے حج کا تلبیہ پڑھا۔

ترمذی سنن میں ح ۹۰۴ کے تحت لکھتے ہیں

والعمل على هذا عند أهل العلم من أصحاب النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم وغيرهم، يرون الإشعار، وهو قول الثّوريّ والشّافعيّ وأحمد وإسحاق۔

اسی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور دوسرے اہل علم کا عمل ہے، وہ اشعار کو جائز سمجھتے ہیں۔ امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

اگر الھدی کا جانور بیمار ہو جائے مرنے کا خطرہ ہو تو اس کو ذبح کیا جائے گا۔ سنن ترمذی میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کی دیکھ بھال کرنے والے ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جو اونٹ راستے میں مرنے لگیں انہیں میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "انہیں نحر (ذبح) کر دو، پھر ان کی جوتی انہیں کے خون میں لت پت کر دو، پھر انہیں لوگوں کے لیے چھوڑ دو کہ وہ ان کا گوشت کھائیں

اس کا گوشت خود نہیں کھایا جائے گا بلکہ لوگوں کو دے گا

قالوا في هدي التطوع إذا عطب: لا ياكل هو ولا احد من اهل رفقته، ويخلى بينه وبين الناس ياكلونه، وقد اجزا عنه. وهو قول الشافعي، واحمد، وإسحاق

ہدی کا جانور جب مرنے لگے تو نہ وہ خود اسے کھائے اور نہ اس کے سفر کے ساتھی کھائیں۔ وہ اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دے، کہ وہ اسے کھائیں۔ یہی اس کے لیے کافی ہے۔ یہ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔

جو لوگ اپنے گھر سے الھدی کے جانور لے کر نکلے ہوں وہ حج کو عمرہ سے نہیں بدل سکتے۔ یہ لوگ قربانی ہونے تک احرام سے نہیں نکل سکتے۔ البتہ جو جانور کو ساتھ لے کر نہیں

نکلے ان کے لئے ممکن ہے کہ عمرہ کریں احرام کھول دیں پھر حج کے دنوں میں واپس احرام باندھ لیں۔

دم کے جانور

دوران حج ، حاجی سے ہونے والی غلطیوں کے کفارہ کو اصطلاح مناسک حج میں دم دینا کہا جاتا ہے۔ حج کے دوران ہونے والی غلطیوں پر تین طرح کا کفارہ ہوتا ہے۔ اول دم البدنہ : اس میں اونٹ یا گائے یا بھینس یا بیل کی قربانی دینی ہوتی ہے، جن کا گوشت حاجی نہیں کھا سکتا بلکہ وہ مساکین میں تقسیم کیا جائے گا۔ اور یہ وہیں ذبح کیے جا سکتے ہیں جہاں حج کی قربانی کے جانور ذبح کرنے کا حکم ہے۔ دوم صرف دم دینا - اس میں مقدار ایک بکری یا بکرا، دنبہ، بھیڑ شامل ہے اور گائے، بیل، بھینس، اونٹ کا ساتواں حصہ بھی اس میں شامل ہے۔ یہ جانور الھدی وقلادے والے نہیں ہیں ـــ ان سے الگ ہیں

طواف قدوم اور سعی

اگر آپ مکہ ۸ تاریخ سے پہلے پہنچ گئے تو بیت اللہ کا طواف جس کو طواف قدوم کہتے ہیں کیا جائے گا جس میں پہلے تین چکر تیزی میں کیے جائیں گے جس کو رمل کہتے ہیں اور باقی چار عام طریقے سے ـــ سعی صفا و مروہ کے درمیان ہو گی ـــ رمل اور اضطباع مردوں کے لئے ہے

اس کے بعد اگر حج کی نیت کی تھی اور الھدی کا جانور بھی تھا تو احرام نہیں کھولا جائے گا
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران کیا تھا اور اس میں ایک سعی کافی ہوتی ہے جو اگر
طواف قدوم کے وقت کر لی تو اس کو طواف زیارہ کے بعد کرنے کی ضرورت نہیں
ہوتی الا یہ کہ کوئی اضافی سعی کرنا چاہے-

جن کے پاس جانور نہیں ہے وہ احرام کھول سکتے ہیں لیکن اب ۸ ذوالحج کو ان لوگوں
کو واپس میقات کی حدود پر جا کر احرام باندھنا ہو گا- یہ حج تمتع والے کرتے ہیں کہ وہ
اکثر فلائٹ سے بہت دن پہلے عرب پہنچ جاتے ہیں پھر حج کے مہینوں (یعنی شوال،
ذیقعدہ اور ذی الحج کے پہلا عشرہ) میں عمرہ کر کے احرام کھول دیتے ہیں -اس کے بعد
جب حج کا وقت (یعنی آٹھ ذی الحجہ) آجائے تو غسل کر کے حج کا احرام ب میقات سے
باندھ لے اور طواف کر کے سعی کر لے (یہ سعی مقدم ہو گی، یعنی اگر ابھی سعی کر لی تو
پھر طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی، لیکن اگر ابھی سعی نہیں
کی تو پھر طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنی پڑے گی)، اس کے بعد منیٰ چلا جائے اور باقی
حج مکمل کرے جس کا ذکر نیچے آ رہا ہے-

طواف میں وضو؟

سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ، إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُونَ فِيهِ، فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ

ابن عباس سے مروی ہے نَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا : بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی طرح ہے خبردار تم اس میں بات چیت کرتے ہو پس جو بات کرے تو خیر کی کرے

مسند البزار میں اسی سند سے ہے - امام البزار کہتے ہیں اس کو متعدد نے موقوف روایت کیا ہے یعنی ابن عباس کا قول کہا ہے - پھر لکھا

عَطَاءِ ثِقَةٌ كُوفِيٌّ مَشْهُورٌ، وَلَكِنَّهُ كَانَ قَدْ تَغَيَّرَ فَاضْطَرَبَ فِي حَدِيثِه.

اس کی سند میں عَطَاءِ ثِقَةٌ كُوفِيٌّ مَشْهُور ہیں لیکن انہوں نے اس کی سند میں اضطراب کر دیا ہے

راقم حجر اسود کی احادیث میں عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ کا ذکر کر چکا ہے کہ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ مختلط ہو گیا تھا

بہر حال اس پر قیاس کیا گیا ہے کہ طواف نماز کی طرح ہے لہذا اس میں بھی وضو کیا جائے - جمہور علمائے کرام کے ہاں طواف کیلیے طہارت شرط ہے - احناف کا مذہب یہ ہے کہ طواف کیلئے طہارت واجب ہے یعنی جنبی نہ ہو یا حائضہ نہ ہو — حائضہ کو حکم دیا گیا کہ لا تطوفي بالبيت حتى تطهري

بیت اللہ کا طواف نہ کرنا حتی کہ طهر کی حالت ہو- ظاہر ہے یہ عورتوں کے

مخصوص ایام کا ذکر ہے ۔احرام کی حالت میں حدود کی وجہ سے مباشرت نہیں ہے لہٰذا حاجی جنبی نہیں ہو گا اور مرد حاجی بغیر وضو بھی طاہر ہی رہے گا۔ اس دوران کیا جانے والا طواف بغیر وضو بھی صحیح ہو گا۔ وضو کا حکم نماز سے مشروط ہے اور وضو کا حکم سورہ بقرہ میں نازل ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ غیر حائضہ اور غیر جنبی طواف بغیر وضو کر سکتے ہیں یہ اپنی جگہ صحیح ہے —نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لاکھ مسلمانوں نے حج کیا لیکن کسی حدیث میں نہیں کہ سب کو طواف میں بھی وضو کا حکم کیا ہو۔ صحیح مسلم میں ہے

قَدْ حَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: «أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ حَجَّ»

بلا شبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ سب سے پہلی چیز جو نبی نے مکہ پہنچتے ہی کی وہ یہ کہ وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا، پھر حج

طواف سے پہلے وضو کرنا مسنون عمل ہے لیکن طواف کے صحیح ہونے کی شرط میں سے نہیں ہے کیونکہ مکی دور میں جتنے بھی طواف ہوئے ان میں کسی میں بھی وضو کی خبر نہیں ہے —طواف تو ابراہیم علیہ السلام کے دور میں بھی تھا لیکن اس میں وضو کا ذکر نہیں ہے —

ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی حکم دیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو

حدیث ۳۶۳۲ صحیح بخاری میں ہے کہ جنگ بدر سے قبل سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے مکہ گئے

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا، قَالَ: فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَبِي صَفْوَانَ،

معلوم ہوا کہ عمرہ کا رواج تو مسلمانوں میں موجود تھا اور ایسا ممکن نہیں کہ ہجرت سے قبل طواف نہ کیا جاتا ہو

فقہاء کا البتہ اس پر اختلاف ہے کہ طواف میں وضو لازمی شرط ہے یا نہیں- امام مالک کے نزدیک طواف میں وضو ضروری ہے لیکن سعی میں ضروری نہیں ہے- قسطلانی نے شرح میں لکھا ہے

فَقَالَ أَبُو حنيفَة: لَيْسَ بِشَرْط، فَلَو طَاف على غير وضوء صَحَّ طَوَافه، فَإِن كَانَ ذَلِك للقدوم فَعَلَيهِ صَدَقَة، وَأَن كَانَ طواف الزِّيَارَة فَعَلَيهِ شَاة

ابو حنیفہ نے کہا وضو طواف کی شرط نہیں ہے پس اگر طواف بغیر وضو کیا تو صحیح ہو گا (یعنی دہرانا نہیں ہے) لیکن اگر وہ طواف قدوم تھا تو اس پر صدقہ ہے اور اگر طواف زیارت تھا تو اس پر بکری کا دم ہے

ابن تیمیہ کا مجموع فتاوی إحمد بن تيمية- ج 23- الفقه 3- تابع الصلاة میں کہنا ہے

أن البيت ما زال الناس يطوفون به ، ويصلون عنده من حين بناء إبراهيم الخليل ، وكان النبي صلى الله عليه وسلم وأتحابه قبل الهجرة يطوفون به ، ويصلون عنده

بیت اللہ کا طواف اور اس کے گرد نماز اس وقت سے ہو رہی ہے جب سے ابراہیم خلیل اللہ نے اس کی تعمیر کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب نے اس کا طواف ہجرت سے قبل بھی کیا ہے

وہابی عالم ابن عثیمین کا کہنا ہے کہ بغیر وضو صحیح طواف ہے- وضو کا حکم مدینہ میں آیا اور اس کو نماز کی شرط کہا گیا ہے دیگر عبادت کا اس سے تعلق نہیں ہے-

صحیح مسلم کی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ طواف کی نیت کرنے والا مسجد الحرام میں تحیۃ المسجد کے دو نفل نہیں پڑھے گا — داخل ہوتے ہی طواف شروع کرے گا- لیکن اگر مقیم ہو اور صرف نماز پڑھنا نیت ہو تو وہ تحیۃ المسجد پڑھے گا-

حج کے ایام

حج کا پہلا دن: ۸ ذی الحجہ، منی میں قیام کا دن، یوم الترویۃ : منی میں قیام کر کے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر ادا کریں۔ منی میں یہ پانچوں نمازیں ادا کرنا اور آج کی رات منی میں گزارنا سنت ہے، لہٰذا

اگر کسی وجہ سے منی پہنچنے میں کچھ تاخیر ہو جائے یا منی نہ پہنچ سکیں تو کوئی دم وغیرہ لازم نہیں، لیکن قصداً ایسا نہ کریں۔

عرفہ کا دن:

اہم : یوم عرفہ یہ دن حج کا سب سے اہم دن ہے۔اس میں عرفات پہنچنا لازم ہے اس کے بغیر حج نہ ہو گا

حج کا دوسرا دن: ۹ ذی الحجہ، یوم عرفہ : آج صبح تلبیہ پڑھتے ہوئے منی سے عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں۔ عرفات پہنچ کر ظہر اور عصر کی نمازیں وہاں ادا کریں جو جمع بین الصلاتین کی طرح ادا کی جائیں گی اور سفر میں ہونے کی وجہ سے قصر پڑھی جائیں گی ۔ غروب آفتاب تک خوب دعائیں کریں۔ مسجد نمرہ سے دور رہیں کیونکہ اس کا ایک حصہ میدان عرفات میں نہیں ہے، اس بات سے لا علم لوگ اپنا حج، اس مسجد میں جا کر فاسد کر سکتے

ہیں[3]- جبل الال (جبل رحمت) کے پاس وقوف مستحب ہے ضروری نہیں۔

3

صحیح بات یہ ہے
نمرة هي في الأصل قرية كانت تقع خارج عرفات
نمرہ ایک قریہ کا نام ہے جو عرفات سے خارج ہے

ابن تیمیہ مجموع الفتاوی (26/ 129): "ونمرة كانت قرية خارجة عن عرفات من جهة اليمين
نمرہ عرفات سے خارج ایک قریہ ہے

کتاب فتح العزيز بشرح الوجيز از القزويني (المتوفى: 623هـ) کے مطابق
نمرة موضع من عرفات لكن الاكثرين نفوا كونها من عرفات (ومنهم) أبو القاسم الكرخي والقاضي الروياني وصاحب التهذيب وقالوا انها موضع قريب من عرفة
نمرہ ایک جگہ ہے عرفات میں لیکن اکثر نے نفی کی کہ یہ عرفات میں ہے اور اس نفی میں ہیں ابو قاسم کرخی اور قاضی رویانی اور صاحب التہذیب اور کہا کہ یہ اس کے قریب ایک مقام ہے

کتاب الام میں امام الشافعی کہتے ہیں
.الحج عرفة وليس منها: مسجد إبراهيم عليه السلام ولا نمرة
حج (کا وقوف) عرفہ پر ہے اور اس میں مسجد ابراہیم اور نمرہ نہیں ہے

چھٹی صدی الروياني (ت 502 هـ) کے کتاب بحر المذهب (في فروع المذهب الشافعي) میں لکھتے ہیں
وقال بعض أصحابنا بخراسان: صدر هذا المسجد من عرنة لا يجوز الوقوف فيه ومؤخرة من عرفات
اور ہمارے خراسان کے اصحاب نے کہا مسجد نمرہ کا آگے کا حصہ میں وقوف جائز نہیں اس کا پچھلا حصہ عرفات میں ہے

مسجد نمرہ عرفات کے میدان کی مغربی حد پر ہے یہاں آ کر مشعر کی حدود میں اختلاف ہے لہذا بعض علماء کی رائے میں یہ مسجد عرفات میں نہیں اور حاجی کو اس میں جانا منع ہے کیونکہ اس مسجد کا ایک حصہ مشعر کی حدود سے باہر وادي عُرَنة میں ہے

جبل الال کی جڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور وہاں ہی جمع ہونا صحیح ہے

نووی مجموع میں لکھتے ہیں

==========

وقال جماعة من الخراسانيين منهم الشيخ أبو محمد الجويني والقاضي حسين في تعليقه وإمام الحرمين والرافعي: مقدم المسجد من طرف وادي عرفة لا في عرفات وآخره في عرفات. قالوا: فمن وقف في مقدمه لم يصح وقوفه، ومن وقف في آخره صح وقوفه. اهـ

اور خراسان کے علماء کی جماعت جن میں امام جوینی اور قاضی حسین ہیں اور امام حرمین اور رافعی ہیں کہتے ہیں میدان عرفات کے شروع میں اور آخر میں مسجد ہے جو شروع والی میں وقوف کرتا ہے وہ صحیح ہے اور جو آخری والی میں تو اس کا وقوف صحیح نہیں

============

لیکن جب حاجی اس مسجد میں جائے گا تو اس کو معلوم کیسے ہو گا یہ وہ عرفات کی حد سے نکل چکا ہے

نووی کتاب المجموع میں لکھتے ہیں

===========

الْمُسَمَّى مَسْجِدَ إبْرَاهِيمَ وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا مَسْجِدُ عُرَنَةَ بَلْ هَذِهِ الْمَوَاضِعُ خَارِجَةٌ عَنْ عَرَفَاتٍ عَلَى طَرَفِهَا الْغَرْبِيِّ مِمَّا يَلِي مُزْدَلِفَةَ وَمِنًى وَمَكَّةَ

هَذَا الَّذِي ذَكَرْتُهُ مِنْ كَوْنِ وَادِي عُرَنَةَ لَيْسَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَا خِلَافَ فِيهِ نَصَّ عَلَيْهِ * الشَّافِعِيُّ وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ الْأَصْحَابُ (وَأَمَّا) نَمِرَةُ فَلَيْسَتْ أَيْضًا مِنْ عَرَفَاتٍ بَلْ بِقُرْبِهَا هَذَا هُوَ الصَّوَابُ الَّذِي نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ فِي مُخْتَصَرِ الْحَجِّ الْأَوْسَطِ وَفِي غَيْرِهِ وَصَرَّحَ بِهِ أَبُو عَلِيٍّ الْبَنْدَنِيجِيُّ وَالْأَصْحَابُ وَنَقَلَهُ الرَّافِعِيُّ عَنْ الْأَكْثَرِينَ قَالَ وَقَالَ صَاحِبُ الشَّامِلِ وَطَائِفَةٌ هِيَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَهَذَا الَّذِي نَقَلَهُ غَرِيبٌ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ وَلَا هُوَ فِي الشَّامِلِ وَلَا هُوَ صَحِيحٌ بَلْ إنْكَارٌ لِلْحِسِّ وَلِمَا تَطَابَقَتْ عَلَيْهِ كُتُبُ الْعُلَمَاءِ (وَأَمَّا) مَسْجِدُ إبْرَاهِيمَ فَقَدْ نَصَّ الشَّافِعِيُّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَأَنَّ مَنْ وَقَفَ

مسجد ابراہیم جس کو مسجد عرنہ بھی کہتے ہیں وہ مغربی جانب عرفات سے باہر ہے ... وادی عرنہ عرفات میں نہیں ہے اس پر کوئی اختلاف نہیں امام الشافعی کی نص ہے اور اصحاب کا اتفاق ہے اور جہاں تک مسجد نمرہ کا تعلق ہے تو وہ بھی

مغرب کے بعد :

غروب آفتاب کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیں۔مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں ادا کریں، جو جمع بین الصلاتین کی طرح ادا کی جائیں گی اور سفر میں ہونے کی وجہ سے عشاء قصر پڑھی جائی گی ۔رات مزدلفہ میں گزاریں، البتہ خواتین اور معذور لوگ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منی جا سکتے ہیں۔ مزدلفہ میں چنے کے برابر سائز کی کنکریاں جمع کریں—خیال رہے کہ وہابی علماء نے مزدلفہ کی حدود اپنی جانب سے بڑھا دی ہیں لہذا ان جدید فتووں کو قبول نہ کرتے ہوئے مشعر الحرام میں ہی رہیں-مزدلفہ کی قدیم معلوم حدود سے نکلنے کی صورت میں حج فاسد ہو جائے گا-

---

عرفات میں نہیں ہے ... اور صَاحِبُ الشَّامِلِ وَطَائِفَةٌ کہتے ہیں یہ عرفات میں ہے اور یہ غریب بات ہے معروف نہیں ہے اور الشَامل میں بھی نہیں ہے
============

بعض حنابلہ کا دعوی ہے کہ مسجد ابراھیم کو آج مسجد نمرہ کہا جاتا ہے جبکہ امام نووی سے لے کر آج تک لوگ کہہ رہے ہیں کہ مسجد ابراہیم بھی عرفات میں نہیں تھی

مزید دیکھیں عرب خود اقرار کر رہے ہیں کہ مسجد نمرہ مکمل عرفات میں نہیں
http://www.alarabiya.net/articles/2012/10/25/245773.html

رمی الجمرات کے دن

قیام منیٰ کے دوران میں ایام تشریق یعنی دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو تین مختلف سائز کے ستونوں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔اسی کو اصطلاح حج میں رمی جمار کہتے ہیں- اس کو کیوں کیا جاتا ہے اس پر کئی اقوال ہیں۔ایک مشہور روایت میں ہے کہ یہ الجمرات، شیطان کی اکساہٹ کی یادگار ہیں جس کو کنکر مارے جاتے ہیں کیونکہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو ورغلانے کی کوشش کی تھی جب وہ مناسک حج سیکھ رہے تھے- گویا رمی الجمرات ، یہ شیطان الرجیم کی اکساہٹوں کو عملا رجم کرنا ہے- ایک طرح یہ حاجی کا تہیہ وارادہ ہے کہ وہ شیطان کو اپنے آپ سے دور مار بھگا رہا ہے - عملا جب وہ ہاتھ سے کنکر مارتا ہے تو ذہن میں یہ عمل رہ جاتا ہے اس کو بعد میں بھی یاد دلاتا رہتا ہے کہ اصل مقابلہ زندگی کا شیطان کی اکساہٹوں سے ہے ۔مستدرک حاکم میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِئٍ، ثنا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَنَسٍ الْقُرَشِيُّ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ قَالَ: «لَمَّا أَتَى إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللَّهِ الْمَنَاسِكَ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتَّى سَاخَ فِي

الْأَرْض، ثُمَّ عَرَضَ لَهُ عِنْدَ الْجَمْرَة الثَّانية فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَات حَتَّى سَاخَ فِي الْأَرْض، ثُمَّ عَرَضَ لَهُ عِنْدَ الْجَمْرَة الثَّالِثَة فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَات حَتَّى سَاخَ فِي الْأَرْض» . قَالَ ابْنُ عَبَّاس: «الشَّيْطَانَ تَرْجُمُون وملَّةَ أَبِيكُم تَتْبَعُونَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

ابن عباس نے رفع روایت کیا کہ جب ابراہیم خلیل اللہ مناسک (سیکھنے) پر (منی میں) آئے شیطان جمرہ عقبہ پر ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس پر سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں چلا گیا- پھر شیطان جمرہ دوم پر آیا تو ایسا ہی کیا پھر جمرہ ثالث پر آیا تو ایسا ہی کیا پھر وہ چلا گیا-

اس کی سند قابل قبول ہے-البانی نے صحيح الترغيب والترهيب ح ١١٥٦ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے

دوسرا قول صحیح ابن خزیمہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ اس کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ابراہیم علیہ السلام سے نہیں ہے-

ثنا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، ثنا أَبُو حَمْزَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ بِهِ لِيُرِيَهُ الْمَنَاسِكَ، فَانْفَرَجَ لَهُ ثَبِيرٌ فَدَخَلَ مِنًى فَأَرَاهُ الْجِمَارَ، ثُمَّ أَرَاهُ عَرَفَاتٍ، فَتَتَبَّعَ الشَّيْطَانُ لِنَبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَرَمَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتَّى سَاخَ، ثُمَّ تَبِعَ لَهُ فِي الْجَمْرَةِ الثَّانِيَةِ فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتَّى سَاخَ، ثُمَّ تَبِعَ لَهُ فِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ، فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتَّى سَاخَ فَذَهَبَ

[التعليق]

2967 - قال الأعظمي: إسناده ضعيف قال الهيثمي 3 / 260: رواه الطبراني في الكبير وفيه عطاء بن السائب قد اختلط

ابن عباس نے کہا جبریل علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے پھر ان کو لے چلے مقصد مناسک تھے … پس منی میں داخل ہوئے ان کو جمرات دکھائے پھر میدان عرفات کا ارادہ کیا تو شیطان، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے آیا جمرہ کے پاس تو آپ نے اس پر سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ دوم پر آیا تو ایسا ہی کیا پھر جمرہ عقبہ پر آیا تو ایسا ہی کیا پھر وہ چلا گیا

اس کی سند کو ضعیف کہا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کی سند سے یہ روایت دور اختلاط کی ہے

تیسرا قول شاذ ہے جو حمید الدین فراہی سے منسوب ہے کہ یہ وادی محسر (جو منی اور مزدلفہ کے درمیان ہے اس) میں ابرھہ کے لشکر کی تباہی کی یادگار کے طور پر کیا جاتا ہے –

ابن ماجہ کی حسن روایت میں ہے کہ اس دوران ایک سائل (أبي أمامَة رضي الله عنه) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا رہا لیکن رمی کے دوران آپ نے اس کو جواب نہ دیا – جب فارغ ہوئے تو پوچھا کہ سائل کہاں ہے

أبي أمامَة رضي الله عنه قال عرَضَ لرسولُ الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رجلٌ عند الجَمْرَةِ الأولى، فقال: يا رسولَ الله! أيَّ الجِهادِ أفْضَلُ؟ فسكَتَ عنه، فلمّا

رمي الجمرةِ الثانية سَألهُ؟ فسكتَ عنه، فلمَّا رمى جمرةَ العَقَبة وضَعَ رجْلَه في الغَرزِ لِيرْكَبَ قال:

." أيْنَ السائلُ؟"

قال: ها أنا يا رسولَ الله! قال:

كلمةُ حقٍّ تقال عندَ ذي سلطانٍ جائرٍ". "

اہم: سات کنکریاں مارنا ضروری ہیں یعنی تین جمرات کے لئے ۲۱ کنکریاں فی حاجی جمع کی جائیں

حج کا تیسرا دن: ۱۰ ذی الحجہ، یوم نحر، عید کا دن، احرام سے نکلنے کا دن:

مزدلفہ میں نماز فجر ادا کرکے دعائیں کریں۔ طلوع آفتاب سے قبل منی کے لئے روانہ ہو جائیں۔ کنکریاں بھی اٹھا لیں اگر جمع نہ کی ہوں۔ وادی محسر (منی ومزدلفہ کے درمیان جہاں ابرھہ کا لشکر تباہ ہوا) عذاب کا مقام تھا لہٰذا اس میں رکنا منع ہے جلدی گزرا جائے۔ **منی پہنچ کر تلبیہ پڑھنا بند کردیں۔**

طلوعِ آفتاب سے لے کر زوالِ آفتاب کے دوران بڑے جمرہ عقبہ (الکبری) پر ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکر مارتے وقت اللہ اکبر بلند آواز میں پکاریں۔ معذور و مریض یا نابالغ یا عورت کی طرف سے دوسرا رشتہ دار حاجی کنکر مار سکتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (وادی محسر سے گزر کر) درمیانی راستے پر چلنے لگے جو کہ سیدھا جمرہ کبریٰ (جمرہ عقبہ) پر جانکلتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جمرے کے پاس پہنچے جو کہ درخت کے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے 7 کنکریاں مارتے وقت ساتھ ہی تکبیر کہتے تھے۔ وہ کنکریاں موٹے چنے سے ذرا سی بڑی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی میں کھڑے ہو کر اس جمرے کو رمی کی

اس کے بعد قربانی کریں (قربانی بیت عتیق یعنی قدیم گھر یعنی بیت اللہ کے قرب میں کی جائے گی جس میں منی شامل ہے)۔ اگر حاجی قربانی نہ کر سکیں تو دس روزوں کی نیت کریں، اب احرام کی حالت میں ہی رہتے ہوئے تین روزے ایام حج میں رکھیں اور سات حج کے بعد گھر آ کر۔ مرد سر منڈوائیں (حلق راس) اور عورتیں بالوں کی صرف لٹ کٹوائیں۔

اہم : جس شخص نے تمتع یا قران کیا ہو اس کے لئے تین چیزوں کی ترتیب واجب ہے، پہلے جمرۂ عقبہ کی رَمی کرے، پھر قربانی کرے، پھر بال کٹائے۔ اگر اس ترتیب کے خلاف کیا تو دَم لازم ہو گا۔

ترتیب مکمل کرنے کے بعد احرام اب کھول سکتے ہیں قربانی اور بال کٹوانے سے قبل نہیں۔ اگر غلطی سے احرام ، بال کٹوانے یا سر منڈھوانے سے پہلے کھول دیا تو دم واجب ہو گیا۔ طواف زیارت یعنی حج کا طواف اور حج کی سعی کریں۔ (قربانی، بال کٹوانے، طواف زیارت اور حج کی سعی کو ۱۲ ذی االحجہ کی مغرب تک مؤخر کر سکتے ہیں)۔ احرام کی پابندی ضمنی ختم ہو گئی ہے مکمل نہیں۔

اہم : ابھی جماع نہیں کر سکتے !

احرام کھولنے کے باوجود بھی حاجی شوہر و بیوی جماع (مباشرت) نہیں کر سکتے۔ ابھی طواف زیارت یا طواف اضافہ ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص یہ طواف بارہ ذی الحجہ تک نہ کر سکے تو اس کی بیوی اس پر حلال نہیں ہو گی جب تک یہ رکن ادا نہ کر لے، خواہ اس میں کتنی ہی طویل مدت کیوں نہ گذر جائے۔ اگر حاجی نے ۱۲ ذی الحجہ تک بلا عذر شرعی (حیض یا بیماری) طواف زیارت مؤخر کیا تو اس پر ایک دم واجب ہو گا، نیز گنہگار بھی ہو گا۔ اگر طواف زیارت کیے بغیر بیوی سے جماع متعدد بار کیا تو متعدد دم لازم ہو گئے یعنی ہر جماع کے بدلے ایک ایک البدن کی قربانی یعنی ایک شوہر کی

طرف سے اور ایک بیوی کی طرف سے - اس کیفیت میں اگر دوسرا نکاح کیا تو دوسری بیوی سے بھی جماع نہیں کیا جا سکتا، کرنے کی صورت میں دم دینا ہو گا کیونکہ حاجی مکمل صحیح طریقے سے ابھی حج کی پابندیوں سے نہیں نکلا ہے -

اہم : طواف زیارت جس کو طواف اضافہ بھی کہتے ہیں، اس کے بغیر حج نہ ہو گا - یہ حج کا رکن ہے - اس کا وقت 10 ذوالحج کی صبح صادق سے 12 ذوالحج کے غروب آفتاب تک ہے - اگر طواف زیارت ۱۲ تاریخ تک نہ کیا تو حج مکمل نہ ہوا - جماع نہ کرنے کی پابندی بھی ختم نہیں ہوئی - اس کا مداوا دم سے نہیں کیا جا سکتا - اگر مکہ سے علجت میں نکل گئے تو واپس جا کر بیت اللہ کا طواف کرنے تک جماع نہ کرنے کی پابندی رہے گی

اگر قربانی کر کے احرام اتارا جا چکا ہے تو طواف افاضہ میں نہ تو رمل ہے اور نہ ہی اضطباع کرنا ہے - اکثر حاجی ایسا ہی کرتے ہیں اس لئے طوافِ زیارت عموماً سادہ کپڑے پہن کر ہوتا ہے، اس لئے اس میں اِضطباع نہیں ہو گا۔ البتہ اگر اِحرام کی چادریں نہ اُتاری ہوں تو اِضطباع کریں۔

چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے بائیں کندھے پر اس طرح ڈال دینا کہ دایاں شانہ کھلا رہے، اضطباع کہلاتا ہے - اضطباع صرف اسی طواف میں

ہے جس کے بعد سعی ہو۔رمل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے طواف میں تیز تیز چلا جائے۔

حج کا چوتھا اور پانچواں دن: ۱۱ و ۱۲ ذی الحجہ، رمی الجمرات کے دن :

اہم : ایّام تشریق میں زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے

جابر سے مروی ہے

یوم نحر کے بعد والے ایام تشریق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوالِ آفتاب کے بعد رمی کی

منی میں قیام کر کے تینوں الجمرات پر زوال کے بعد سات سات کنکریاں ماریں۔

اگر قربانی، طواف زیارت اور حج کی سعی ۱۰ ذی الحجہ کو نہیں کر سکے تھے تو ۱۱ یا ۱۲ ذی الحجہ کو بھی دن و رات میں کسی بھی وقت کر سکتے ہیں۔ ۱۲ ذی الحجہ کو کنکریاں مارنے کے بعد منی سے جا سکتے ہیں۔

خبردار: قربانی تین دن ہے ذی الحجہ ۱۰، ۱۱، ۱۲

حج کا آخری دن: ۱۳ ذی الحجہ: اگر آپ ۱۲ ذی الحجہ کو منی سے روانہ نہیں ہوئے تو تینوں الجمرات پر زوال کے بعد کنکریاں ماریں۔

وقوف عرفہ کے بعد قربانی کے ایام تشریق

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ:وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوْااسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَارَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْأنْعَامِ۔ سورۃ الحج

ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کردی تاکہ اللہ نے جو چوپائے انہیں دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیا کریں۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الأَنْعَامِ الحج:28

اور اللہ کا نام لو معلوم دنوں میں چوپایوں پر جو اس نے تم کو دیے ہیں

یوم عرفہ – یوم الحج الاکبر – ۹ ذو الحجہ

یوم نحر – یوم عید الاضحی – ۱۰ ذو الحجہ

ایام التشریق منی میں حج کے بعد کے تین دن ہیں امام مالک موطا میں ایام تشریق کی وضاحت کرتے ہیں

أَيَّامِ التَّشْرِيقِ إِنَّهُ لَا يُجَمِّعُ فِي شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَيَّامِ

ایام التشریق کیونکہ ان دنوں میں کوئی چیز جمع نہ کی جائے

ابن حجر فتح الباری ج ۴ ص ۲۸۵ میں لکھتے ہیں

وقد اختلف في كونها يومين أو ثلاثة، وسميت أيام التشريق؛ لأن لحوم الأضاحي تشرق فيها أي تنشر عند الشمس

اس میں اختلاف ہے کہ یہ دو دن ہیں یا تین ہیں، اور ان کو ایام تشریق کہا جاتا ہے کیونکہ قربانی کا گوشت سورج نکلتے ہی پھیل جاتا (بٹ جاتا) ہے

بعض کہتے ہیں یہ تین دن ہیں

اس میں اختلاف ہے کہ یہ کون کون سے دن ہیں بعض کے نزدیک یہ ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ہیں اور بعض کے نزدیک ایام التشریق میں یوم عید کے بعد کے تین دن ہیں یعنی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ

اس سلسلے میں ترمذی کی حسن حدیث پیش کی جاتی ہے کہ مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ اپنے باپ علی بن رباح بن قصیر اللخمی سے وہ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق عيدنا أهل الإسلام، وهي أيام أكل وشرب
کھانے پینے کے دن ، اہل اسلام کے لئے ہیں یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق

اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق کا یوم نحر سے الگ ذکر کیا ہے لہذا یہ الگ ہیں

اس روایت کو امام احمد بھی مسند میں بیان کرتے ہیں الطحاوی اس روایت کو خاص کرتے ہیں یعنی حاجیوں کے لئے کہتے ہیں

فلما ثبت بهذه الأحاديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: النهي عن صيام أيام التشريق وكان نهيه عن ذلك بمنى والحجاج مقيمون بها

إسحاق بن منصور بن بہرام نے امام احمد سے قربانی کے بارے میں سوال کیا کہ کتنے دن ہے

کتاب مسائل الإمام إحمد بن حنبل وإسحاق بن راہویہ کے مطابق

قلت: كم الأضحى؟ ثلاثة أيام
قال: ثلاثة أيام، يوم النحر، ويومان بعده
احمد نے کہا تین دن ، یوم النحر اور اس کے بعد دو دن
یعنی ۱۰ ، ۱۱ اور ۱۲ ذو الحجہ ہوئے

عصر حاضر کے وہابی حنابلہ اپنے مرشد ابن تیمیہ کی تقلید میں ایام تشریق میں ۱۳ کو بھی شامل کرتے ہیں

ترمذی کی حسن روایت کو امام احمد مسند میں نقل کرتے ہیں لیکن فتوی اس کے بر خلاف دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک صحیح نہیں

قربانی کا گوشت تو یوم نحر میں ہی پٹنا شروع ہو جائے گا لہذا اس کو ایام تشریق سے الگ نہیں کیا جا سکتا

کتاب شرح مختصر الطحاوی از ابو بکر الرازی الجصاص الحنفی (المتوفى: 370ھ) کے مطابق امام طحاوی کہتے ہیں

وأيام النحر ثلاثة أيام، يوم النحر ويومان بعده، وأفضلها أولها
اور ایام النحر تین ہیں یوم نحر اور اس کے بعد دو دن اور افضل شروع میں ہے
اس کے بر خلاف امام الشافعی کا کتاب الام میں قول ہے کہ یہ تین دن سے زیادہ ہے

قَالَ الشَّافعيّ : وَالْأُضْحيَّةُ جَائزَةٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ منًى كُلَّهَا لأَنَّهَا أَيَّامُ النُّسُك
قربانی جائز ہے یوم النحر اور سارے ایام منی میں کیونکہ یہ قربانی کے دن ہیں
امام الشافعی کی رائے میں منی کے تمام ایام میں کی جا سکتی ہے

امام الشافعی کی رائے قیاس پر مبنی ہے لہذا قرآن کی آیت میں ہے

وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (البقرة : 203)

اور معلوم دنوں میں اللہ کا ذکر کرو۔ تو جو شخص دو دنوں میں جلدی کر لے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کر لے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

شوافع میں اَیّامِ مَعْدُودَاتٍ کو اَیّامِ مَعْلُومَاتٍ سے ملا کر بحث کی جاتی ہے کہ قربانی کے دن تمام ایام منی ہیں – اس کے بر عکس احناف ، مالکیہ اور حنابلہ کا موقف ہے کہ قربانی تین دن ہے یہاں سے فقہاء کا اختلاف شروع ہوتا ہے

غیر مقلدین شوافع سے ایک ہاتھ آگے جا کر تشریق کے دنوں کی تعریف بدلنے کے بعد اس میں زبردستی ۱۳ ذوالحج کو داخل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ۱۳ تاریخ میں سورج غروب ہونے سے پہلے قربانی جائز ہے

ایام تشریق میں تکبیرات:

الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، والله أكبر، الله أكبر ولله الحمد.

امام محمّد کتاب الاَصل میں کہتے ہیں

باب التكبير في أيام التشريق

قلت: أرأيت التكبير في أيام التشريق متى هو، وكيف هو، ومتى يبدأ ، ومتى يقطع؟ قال: كان عبد الله بن مسعود يبتدئ به من صلاة الغداة يوم عرفة إلى صلاة العصر من يوم النحر ، وكان علي بن أبي طالب يكبر من صلاة الغداة يوم عرفة إلى صلاة العصر من آخر أيام التشريق ، فأي ذلك ما فعلت فهو حسن ، وأما أبو حنيفة فإنه كان يأخذ بقول ابن مسعود، وكان يكبر من صلاة الغداة يوم عرفة إلى صلاة العصر من يوم النحر، ولا يكبر بعدها، وأما أبو يوسف ومحمد فإنهما يأخذان بقول علي بن أبي طالب.

تشریق کے ایام میں تکبیر کہنا .... کہا تکبیر، عبد الله ابن مسعود صلاة الغداة (نماز فجر) یوم عرفہ کے دن سے یوم نحر میں عصر کی نماز تک کرتے اور علی بن ابی طالب صلاة الغداة (نماز فجر) میں تکبیر کہتے ایام تشریق نماز عصر کے آخر تک اور اسی طرح حسن کرتے اور جہاں تک ابو حنیفہ کا تعلق ہے تو وہ ابن مسعود کا عمل کرتے اور ... اور امام ابو یوسف اورامام محمد، جناب علی بن ابی طالب کا قول لیتے

قال الإمام محمد: أخبرنا سلام بن سليم الحنفي عن أبي إسحاق السبيعي عن الأسود بن يزيد قال كان عبد الله بن مسعود – رضي الله عنه – يكبر من صلاة الفجر يوم عرفة إلى صلاة العصر من يوم النحر: الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد. انظر: الحجة على أهل المدينة، 1/ 310؛ ورواه من وجه آخر. انظر: الحجة على أهل المدينة، 1/ 308. وانظر: الآثار لأبي يوسف، 60؛ والمصنف لابن أبي شيبة، 1/ 488؛ ونصب الراية للزيلعي، 2/ 222.

یعنی علی رضی اللہ عنہ ۱۳ نمازوں میں تکبیر کہتے اور ابن مسعود ۸ نمازوں میں تکبیر کہتے

کتاب النتف فی الفتاوی از ابو الحسن علی بن الحسین بن محمد السُّغدی، حنفی (المتوفی: 461ھ- کے مطابق

قَالَ ابْن مَسْعُود يَنْتَهِي بهَا الى الْعَصْر من يَوْم النَّحْر وَهي ثَمَانِي صلوَات وَبه أخذ أَبُو حنيفَة وَحده

وَقَالَ عَلَىّ بل يَنْتَهى بهَا الى صَلَاة الْعَصْر من آخر أَيَّام التَّشْرِيق فَهِىَ ثَلَاثَة وَعشْرُونَ صَلَاة وَكَذَلِكَ قَول عمر فِي رِوَايَة وَعَلِيه الْعَامَّة وروى عَن عمر ايضا انه يَنْتَهِي بهَا الى صَلَاة الظّهْر من آخر أَيَّام التَّشْرِيق فَهِي اثْنَتَانِ وَعشْرُونَ صَلَاة

وَقَالَ ابْن عمر وَابْن عَبَّاس يَبْتَدِئ بِالتَّكْبِيرِ عَن صَلَاة الظّهْر من يَوْم النَّحْر

وَقَالَ لَا تَجْتَمِع التَّلْبِيَة والتكبيرات مَعًا فاذا انْقَطعت التَّلْبِيَة اخذ فِي التَّكْبِير

وَقَالَ ابْن عَبَّاس يَنْتَهِي بهَا الى آخر أَيَّام التَّشْرِيق عِنْد صَلَاة الظّهْر فَهِيَ عشرَة صَلَاة

وَقَالَ ابْن عمر يَنْتَهِي بهَا الى غداه آخر ايام التَّشْرِيق فَهِيَ خَمْسَة عشر صَلَاة

تکبیرات کی تعداد بتاتی ہے کہ تشریق کے ایام اکابر صحابہ کے نزدیک ۱۰، ۱۱، اور ۱۲ ہی تھے

غیر مقلدین، امام الشافعی کی تقلید میں تین دن کی بجائے چار دن قربانی کرنے کے قائل ہیں لہذا وہ ۱۳ ذوالحجہ کو بھی قربانی کرتے ہیں

غیر مقلدین امام الشافعی، امام النووی کے حوالے دیتے ہیں جو سب شافعی فقہ پر تھے لہذا یہ سب چار دن قربانی کی قائل ہیں — ان کے مقابلے میں حنابلہ، مالکیہ اور احناف تین دن قربانی کے قائل ہیں

قربانی تین دن ہے ذی الحجہ ۱۰، ۱۱، ۱۲	قربانی چار دن ہے ذوالحجہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳
تشریق میں یوم النحر شامل ہے	تشریق میں یوم النحر سمیت چار دن ہیں
امام ابو حنیفہ امام مالک امام احمد امام عطاء الخراسانیؒ امام ابراہیم النخعیؒ امام ابی یوسفؒ امام محمدؒ	امام الشافعی غیر مقلدین قرطبیؒ شوکانی اہل تشیع

مزید تفصیل حواشی میں ہے[4]

4

ابن قیم نے زاد المعاد میں روایت پیش کی ہے
ابن المنذر نے علی سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد تین دن ہیں۔ (اسے ابن المنذر نے روایت کیا ہے. (کنز العمال: 4528)نیز دیکھیے (زاد المعاد: 2، 291
لیکن کنز العمال جیسی کتاب میں سند تک تو موجود نہیں ہے اور باوجود تلاش کے اس کی سند دریافت نہ ہوسکی

بیہقی سنن الکبری میں روایت لکھتے ہیں
حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ... وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ
روایت میں ہے کہ ایام التشریق میں قربانی ہے-
كتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل میں سليمان بن موسى الدمشقي کےلئے ہے
قال البخاري هو مرسل لم يدرك سليمان أحدا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
بیہقی سنن الکبری میں یہی راوی سلیمان بن موسی کہتے ہیں کہ قربانی تین دن ہے
قَالَ: وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَانِئٍ، ثنا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، ثنا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، أَنَّهُ قَالَ: النَّحْرُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ , فَقَالَ مَكْحُولٌ: صَدَقَ

تفسیر ابن کثیر سورہ بقرہ آیت ٢٠٣ میں قول نقل کیا گیا جس کو غیر مقلدین بیان کرتے ہیں
وَقَالَ مِقْسَمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَرْبَعَةُ أَيَّامٍ: يَوْمُ النَّحْرِ، وَثَلَاثَةٌ بَعْدَهُ
الْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ سے مراد أَيَّامُ التَّشْرِيقِ چار دن ہیں- یوم النحر اور تین اس کے بعد
جبکہ ابن رجب تفسیرج ١ ص ١٥٦ میں اس قول پر کہتے ہیں
وقد رُوي عن ابنِ عباسٍ وعطاء أنها أربعةُ أيام: يومُ النحرِ، وثلاثة بعدَه.
وفي إسناد المرويِّ عن ابنِ عباس ضعفٌ.
اور ابن عباس اور عطا سے روایت کیا گیا ہے کہ الأيامُ المعدوداتُ چار دن ہیں یوم النحر اور تین اس کے بعد اور جن اسناد سے یہ مروی ہے ابن عباس سے ان میں کمزوری ہے
ابن رجب تفسیر میں لکھتے ہیں
الأيامِ المعلوماتُ: يومُ النحرِ ويومانِ بعدَه، رُوي عن ابنِ عمر وغيرِه من السلفِ، وقالُوا: هي أيامُ الذَّبح.
ورُوِيَ - أيضًا - عن علي وابنِ عباسٍ، وعن عطاء الخراسانِيِّ والنخعيِّ.
وهو قولُ مالكٍ وأبي يوسفَ ومحمدَ وأحمدَ - فيَ روايةٍ عنه.
الأيامِ المعلوماتُ سے مراد یوم النحرَ اور اس کے بعد کے دو دن ہیں اس کو ابن عمر اور دیگر سلف سے روایت کیا گیا ہے اور اس   کو علي وابنِ عباسٍ،

اور عطاء الخراسانيّ ، ابراہیم النخعيّ اور یہی قول ہے امام مالکؒ اور امام أبي یوسفَ اوَر امام محمد اور امام أحمدَ کا
ابن رجب تفسیر ج ١ ص ١٦٠ میں لکھتے ہیں
وأكثرُ الصحابة على أنَّ الذبح يختصُّ بيومين من أيَّامِ التشريقِ مع يومِ النَّحْرِ، وهو المشهورُ عن أحمدَ، وقول مالك، وأبي حنيفةَ، والأكثرينَ.
اور اکثر صحابہ نے دو دنوں میں ذبح کو مخصوص کیا ایام تشریق کے یوم النحر کے ساتھ اور وہ ہی مشہور ہے احمد سے اور یہ امام مالک کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ کا اور اکثر کا
غیر مقلد عالم کفایت اللہ سنابلی چار دن قربانی کی مشروعیت میں حدیث پیش کرتے ہیں

اس روایت میں صحابی کا نام نہیں لیا گیا بعض علماء کے نزدیک فإنَّ جهالةَ الصحابي لا تَضُرّ صحابی کا مجھول ہونا نقصان دہ نہیں ہے - یہ اصول امام البیہقی، امام احمد، امام حاکم ، ابن الصلاح کا ہے
لیکن شوافع ہی اس کو قبول نہیں کرتے شوافع میں أبو بكر الصيرفي كتابِ الدلائلِ میں کہتے ہیں
وإذا قال في الحديث بعض التابعين: عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: لا يُقبل؛ لأني لا أعلم سمع التابعيّ من ذلك الرجل
أبو بكر الصيرفي کہتے ہیں کہ اگر حدیث میں بعض تابعین کہیں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی آدمی سے تو اس روایت کو قبول نہ کرو کیونکہ مجھے نہیں پتا کہ اس نے اس رجل سے سنا بھی یا نہیں
التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل میں المعلمي ایسی روایت پر توقف کی رائے رکھتے ہیں
واضح رہے کہ صحابہ تمام عدول ہیں لیکن اس تابعی کی ملاقات صحابی سے ہوئی یا نہیں کیسے ثابت ہو گا؟
ابن حزم کتاب الإحكام في أصول الأحكام میں کہتے ہیں
لا يقبل حديث قال راويه فيه: عن رجل من الصحابة، أو: حدثني من صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، إلا حتى يسميه، ويكون معلوماً بالصحبة الفاضلة، ممن شهد الله تعالى لهم بالفضل والحسنى
ایسی روایت کو قبول نہ کرو جس میں رجل من صحابہ ہو .. اور نام نہ لیا گیا ہو
ایک روایت سنن دارقطنی ، سنن الکبری بیہقی ، مسند البزار میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ , نا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ , نا مُحَمَّدُ بْنُ بُكَيْرٍ الْحَضْرَمِيُّ , نا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ , عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ التَّنُوخِيِّ , عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى , عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ , عَنْ أَبِيهِ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ: «أَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ»

اس کے مطابق ایام تشریق تمام ذبح والے ہیں

البتہ اس کی سند میں سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ کا تفرد ہے – الذھبی میزان میں لکھتے ہیں یہ متروک ہے

.قال ابن معين: كان قاضيا بدمشق بين النصارى

. وهو واسطى، انتقل إلى حمص، ليس حديثه بشئ

.هذه رواية عباس الدوري عنه

.وروى ابن الدورقي عنه: واسطى: تحول إلى دمشق، ليس بشئ

.وقال البخاري: في بعض حديثه نظر

.وقال أحمد وغيره: ضعيف

.وعن أحمد أيضا: متروك

اس کی سند میں متروک راوی ہے

افسوس اسی متروک راوی کی سند سے صحیح ابن حبان میں بھی ہے جو ابن حبان کا تساہل ہے

امام البزار مسند میں ح 3444 پرلکھتے ہیں

وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِيهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ إِلَّا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَهُوَ رَجُلٌ لَيْسَ بِالْحَافِظِ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ إِذَا انْفَرَدَ بِحَدِيثٍ

اور یہ حدیث ہم نہیں جانتے کہ اس کو نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ کی سند سے روایت کیا ہو سوائے سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ کے یہ آدمی حافظ نہیں ہے اور اس کی منفرد روایت سے احتجاج نہ کیا جائے

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " كُلُّ عَرَفَاتٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّرٍ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ

مسند احمد کی روایت میں علت یہ ہے کہ شعيب الأرنؤوط مسند احمد ح 16751 پر تعلیق میں کہتے ہیں

سليمان بن موسى- وهو الأموي المعروف بالأشدق- لم يدرك جبير بن مطعم

سلیمان بن موسی … نے جبیر بن مطعم کو نہیں پایا

اس روایت کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اس پر مسند احمد کی ت علیق میں شعیب الأرنؤوطلکھتے ہیں
وأخرجه الدارقطني مختصراً في "السنن" 284/4، ومن طريقه البيهقي 296/9 من طريق أبي مُعَيد حفص بن غيلان، عن سليمان بن موسى أن عمرو ابن دينار حدثه عن جبير بن مطعم، وعمرو بن دينار لم يدرك جبير بن مطعم.
اور دارقطنی نے اس کی تخریج کی ہے ..... أبي مُعَيد حفص بن غيلان، عن سليمان بن موسى أن عمرو ابن دينار حدثه عن جبير بن مطعم کے طرق سے اور عمرو بن دینار نے جبیر کو نہیں پایا
اوپر دی گئی ان دونوں روایات کو غیر مقلد عالم کفایت الله سنابلی چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۲۷ میں دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جبکہ یہ منقطع ہیں - سند کے اس انقطاع کو محققین ابن ترکمانی اور شعیب الأرنؤوط - عادل مرشد نے اضطراب قرار دیا ہے - شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد مسند احمد میں ح 16751 کی تعلیق میں اس روایت کا الانقطاع والاضطراب اور لکھتے ہیں
غیر مقلدین اس اضطراب کو تعداد طرق کہتے ہیں - متعدد طرق تو تب بنتے جب ان میں انقطاع کی علت ختم ہو-صحیح ابن حبان کی روایت ہے
أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الصُّوفِيُّ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقُشَيْرِيُّ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَمِئَتَيْنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ عَرَفَاتٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ عُرَنَةَ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّرٍ، فَكُلُّ فِجَاجِ مِنًى مَنْحَرٌ، وَفِي كُلِّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ"
امام البزار اس روایت پر کہتے ہیں
وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ هَذَا هُوَ الصَّوَابُ وَابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ لَمْ يَلْقَ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ
ابن ابی حسین کی روایت تو ٹھیک ہے لیکن اس کی ملاقات جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ سے نہیں ہے
بیہقی سنن الکبری میں اس کی سند دیتے ہیں
أَخْبَرَنَاهُ أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ , أنبأ أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ , أنبأ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ , ثنا دُحَيْمٌ , ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ , ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى , فَذَكَرَهُ وَقَالَ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.
لیکن بیہقی دو طرق دینے کے بعد لکھتے ہیں
جَمِيعًا غَيْرُ مَحْفُوظَيْنِ لَا يَرْوِيهِمَا غَيْرُ الصَّدَفِيِّ. قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ: وَالصَّدَفِيُّ ضَعِيفٌ لَا يُحْتَجُّ بِهِ

طواف وداع

آخری طواف جو مکہ چھوڑتے وقت کیا جائے - میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب وہ مکہ معظّمہ سے رخصت ہونے لگیں تو رُخصتی کا طواف کریں اور یہ حج کا آخری واجب ہے، آپ کا حج ، حجِ اِفراد ہو قرِان ہو یا تمتع، ہر صورت میں آپ پر طوافِ وداع واجب ہے۔ اگر آپ میقات سے باہر رہنے والے ہیں اور طوافِ زیارت کے بعد اگر آپ نے نفلی طواف بھی کر لیا ہے، تو طوافِ وداع ہو گیااور اگر طوافِ وداع کے بعد کسی ضرورت سے مکہ میں ٹھہر گئے تو چلتے وقت طوافِ وداع دوبارہ کر لینا مستحب ہے۔ طواف وداع کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور اختتام کا کوئی وقت مقرر نہیں، جب تک مکہ میں مقیم ہیں یہ طواف کر سکتے ہیں۔ طوافِ وداع میں رمل نہ کریں

نوٹ : **طواف وداع مکمل ہونے پر حج مکمل ہوا**

مدینہ کا حج سے کوئی تعلق نہیں نہ وہاں جانا ہے - حج ختم ہونے کے بعد مدینہ خصوصی طور پر جانا بدعت ہے اور ہر بدعت ایسا عمل ہے جو قبول نہیں ہوتا الا یہ کہ آپ مدینہ کے رہائشی ہوں - زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تمام روایتیں گھڑی ہوئی ہیں جن کا وبال راویوں پر ہے

دونوں غیر محفوظ ہیں ان کو مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى الصَّدَفِيّ کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا جو ضعیف ناقابل دلیل ہے

الغرض بیشتر فقہاء تین دن قربانی کے قائل ہیں جس میں یوم النحر اور اس کے بعد دو دن ہیں

دوبارہ عمرہ کرنا

دوبارہ عمرہ کرنے پر امام مالک موطا میں کہتے ہیں

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ «أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِيمِ» ، قَالَ: «ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَسْعَى حَوْلَ الْبَيْتِ حَتَّى طَافَ الأَشْوَاطَ الثَّلاثَةَ» ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ، الرَّمَلُ وَاجِبٌ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِمْ فِي الْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا

عروہ نے دیکھا عبد اللہ بن زبیر (جو رہتے ہی مکہ میں تھے) نے تنعیم سے احرام باندھا اور دیکھا جلدی جلدی (سات میں سے) کعبہ کے تین چکر لگائے (یعنی چار چکر آہستہ کیے) امام محمّد کہتے ہیں ہم بھی اسی کو لیتے ہیں اہل مکہ اور دوسروں پر حج و عمرہ میں رمل (چھوٹے چھوٹے قدموں سے تیز تیز چلنا) واجب ہے

یہی قول امام ابو حنیفہ کا اور فقہاء کا عام ہے- موطا میں امام مالک یہ بھی کہتے ہیں

قَالَ مَالِكٌ: «فَأَمَّا الْعُمْرَةُ مِنَ التَّنْعِيمِ، فَإِنَّهُ مَنْ شَاءَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ يُحْرِمَ، فَإِنَّ ذَلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. وَلَكِنِ الْفَضْلُ أَنْ يُهِلَّ مِنَ الْمِيقَاتِ الَّذِي وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، و هُوَ أَبْعَدُ مِنَ التَّنْعِيمِ»

جہاں تک عمرہ کا تنعیم سے تعلق ہے تو جو چاہیے حرم سے نکلے، پھر دوبارہ احرام باندھے، کیونکہ اس کا اسکو ان شاء اللہ اجر ملے گا لیکن افضل ہے کہ میقات تک جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا اور وہ تنعیم سے دور ہے

صحیح میں آیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو مکہ تشریف لائیں تھیں مدینہ میں مقیم تھیں انہوں نے بھی تنعیم سے احرام باندھا لہٰذا یہی رائے ہوئی کہ چاہے مکی ہو یا غیر مکی تمام تنعیم سے احرام باندھیں گے

قال الطحاوى : ذهب قوم إلى انه لاميقات للعمرة لمن كان بمكة إلا التنعيم ؛ ولا ينبغى مجاوزته كما لاينبغى مجاوزة ميقات الحج . وقال آخرون : بل ميقات العمرة الحل ؛ وإنما أمر النبى عائشة بالإحرام من التنعيم لانه كان أقرب الحل من مكة .

امام طحاوی نے کہا ایک قوم کا مذھب ہے کہ عمرہ کے لئے میقات التنعیم تک ہے اور اس سے آگے نہیں ہے جو حج کی میقات ہے اور دوسروں نے کہا بلکہ نبی نے عائشہ کو جو احرام کا التنعیم سے کہا تو یہ اس لئے کہ یہ مکہ سے قریب ہے

ابن زبیر نے بھی مکہ میں رہتے ایسا ہی کیا موطا امام مالک کی روایت ہے اور یہی کام غیر مقیم بھی کرے گا